









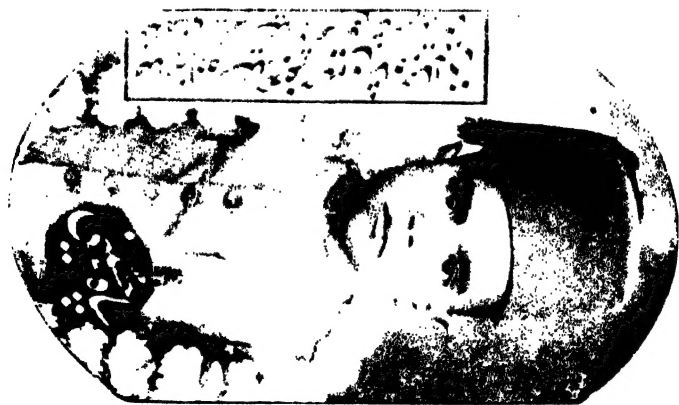


فصل دوم در بیان فضیلت و کمالات حضرت علی علیه السلام



لقرن

المشاعر من جنه ابو جعفر حسين شاه باقر حسين شاه بن علي  
الملك ان جعفر في بيت الحسيني زبده ۲۲۲ فغير ما لا



ہیں نے حق تصنیف کتاب تجنیۃ معارف کا حکیم سید ہاشم علی شاہ صاحب جیلانی دہلوی کو بہرہ بخشا،  
میرزا کیوں کہ اس کتاب کے نفع و تجارت میں کوئی حصہ یا تقصیر نہیں ہے۔ (از فیض الفقار علی فقیر خود)

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ وَاللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَعَلَىٰ آلِهِ وَسَلَّمَ

# تجنیۃ معارف

یعنی

## آغاز و انجام حصہ اول

من البیانات علیٰ جناب شمس الواعظین رئیس الحفاظ والقراری مولانا حافظ سید  
ذوالفقار علی شاہ صاحب قبلہ آفتاب نیاجی جیلانی جو حضان  
حسب فرمائش

حاجب حکیم سید ہاشم علی شاہ صاحب قبلہ جیلانی مؤلف شاہی حنبری فیض باغ لاہور  
استحضار

معاذ اللہ صیغہ حشر حسین شہید باقر حسین شاہ جیلانی مالکان جعفریہ یک تجنیۃ فیض باغ لاہور  
برائے کوپڑی پیش پرینٹ پر لیس و طبع ملہ نہت ہو رہیں باقیمم مسالہ الدین برتھیا  
(وی پی ہائی بلڈ سے کونہ ہوگا لہذا درجہ نمک بمحکمہ کتابت) قیمت دیکھئے



# مجموعہ کلام شاعر کرم نشان اللہ علیہ السلام

مؤلفہ مرتبہ حکیم سید ہاشم علی شاہ صاحب جلیانی مؤلف شاہی جتوئی لاہور جس میں مقدسین و درویشانہ کے بزرگانِ دین و شعرا و کرام کے مبرورہ اور غیر مبرورہ کلام در شان محمد آل محمد کے صحیح کتب کے ہیں کتاب کی یہ خصوصیت ہے کہ لکھے گئے تھے جو ایسا ہے بالخصوص ذکرِ حج و حضرت کے لئے تھے ہے ہر صفحہ کلمہ مستور و غریب ہے جس کو قبلہ شاہ صاحب نے بڑی محنت و مشقت کے ساتھ مرتب کیا ہے شروع کلام تو جہادِ الہاس کے بعد تفت و درویشوں پر کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پھر تعریف جناب سے شروع کیا ہے حتیٰ کہ جناب آقا زلال علیہ السلام تک چار و دو معصومین کی شان میں چیدہ چیدہ مناقب قصیدے نظمیں سلام رباعیات مختلف شعرا و کرام کے درج کئے ہیں جن کو کہ بڑی محنت اور زکریا خرقہ کے لئے نظریں کی خدمت میں پیش کیا گیا ہے نورِ اعلیٰ فرما کر ملاحظہ فرمادیں مقدمہ پر نور کا مصلیٰ درج، حجم دو سو صفحوں سے زائد۔

سائز ۱۱x۷ ۱/۲ قیمت ایک روپیہ آٹھ آنہ علاوہ موصول ڈاک۔  
**تصنیفات عالیجناب و تورات صاحب**

قرآن اور حسین	..... قیمت ۵۰	بشارت انجیل مکی ۲ حصے قیمت ۸۰
آب کوثر	..... قیمت ۵۰	قندیل نور مفتقد لہ میاوی قیمت ۵۰
نعتیہ کلام مفتاح لاہوی قیمت ۳۰		اسیرانِ اہلبیت ہر دو حصے قیمت ۸۰

ملنے کا نام  
 صاحبزادہ سید حسین جلیانی نینجہ جعفریہ ایک کتب خانہ لاہور ۲۲۲۲  
 لاہور

## بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

۶۶۲

۱۱۲۰

اللّٰهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ وَآلِ مُحَمَّدٍ وَصَلِّ عَلَى جَمِيعِ الْأَنْبِيَاءِ  
وَالْمُرْسَلِينَ وَالْمَلَائِكَةِ وَالْمُؤْمِنِينَ وَالْعَاقِبَةِ الْمُتَّقِينَ  
أَمَّا بَعْدُ رَحِمَ اللَّهُ أَمْرًا أَخَذَ بِنَفْسِهِ وَاسْتَعَدَّ لَوْفِهِ وَعِلْمُ مَنْ أَيْنَ

وَفِي آيِنِ وَالِي آيِنِ۔ اے عزیز تو نے پوچھا ہے تو سن۔ لوگوں نے شیخ کبیر سے پوچھا  
کہ مینِ الْآيِنِ إِلَى الْآيِنِ کہاں سے کہاں تک پہنچنے کے جواب میں الْعِلْمُ إِلَى الْآيِنِ  
علم سے کہاں تک۔ علم انسان کی فطرت و نہاد میں ہے۔ وَمَا أَوْقَعْتُمْ

ک

مِنَ الْعِلْمِ إِلَّا قَلِيلًا۔ اور تمہیں نہیں دیا گیا علم مگر بہت تھوڑا۔ اگر اب نہ ہوتا تو  
خارج سے اخذ نہ کر سکتا تعلیم و تعلم اُس پردہ کو ہٹا دیتے ہیں جو کسی وجہ سے اُس پر  
پڑ جاتا ہے۔ عالم ربانی علی مرتضیٰ فرماتے ہیں کہ علم نہ تو آسمان پہ ہے کہ زم پر نازل ہو۔ اور  
نہ زمین کے غول میں ہے کہ مہار سے لئے نکل آئے۔ علم مہاری آفرینش ہی سے مہار سے  
دلوں میں رکھا گیا ہے۔ روحانیوں کے آداب اختیار کرو تو مہار سے لئے ظاہر ہو جائے۔

پ

يَا قَوْمُ اللَّهِ لَعَلَّكُمْ۔ بچہ پیدا ہوتے ہی بیتاں۔ درمذہب میں لے کر جو سنے لگتا ہے۔  
اگر وہ ایسا نہ کرے تو دودھ اُس کے منہ میں نہیں جا سکتا۔ ذرا اُس سے پوچھو کہ یہ اُسے

یہ

کس نے سکھا دیا۔ یا وہ کہاں سے سیکھ آیا۔ فَاهْتَمَّ بِفُجْرٍ كَرَّهَا وَفَقْوَمَهَا۔ پھر اُسکو  
اس کے ضرور نفع سے کس نے آگاہ کر دیا۔ اگر کسی سے پوچھو کہ تم کو کس نے پیدا کیا۔ تو وہ

بِطَائِلِ کبر و دجا کہہ دے گا۔ وَلَبِئْسَ سَمَلَتْهُمْ مِّنْ خَلْقِ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ  
لَمْ يَلْبَقُوا لِقَاءَ اللَّهِ۔ اور اگر تو اُن سے پوچھے کہ کس نے آسمانوں اور زمین کو

پیدا کیا تو وہ ضرور کہہ بیٹھے کہ خدا نے اسے عزیر ہر وہ کہ جس سے تغیر کیا جانا ممکن ہے یا موجود ثابت ہے اور یا معدوم و منفی۔ اور بقول حکماء موجود و معدوم یا تو خارجی ہوگا اور یا خارجی و ذہنی دونوں۔ اور ہر وہ کہ جس سے تغیر کیا جانا ممکن ہے یا تو اس کا وجود واجب ہے یا اس کا عدم واجب ہے۔ اور یا نہ اس کا وجود واجب ہے نہ عدم جبکہ وجود واجب ہے وہ واجب الوجود ہے۔ اور جس کی عدم واجب وہ ممکن الوجود ہے۔ اور اسے حال دستیل ہی کہتے ہیں۔ اور جس کا نہ وجود واجب نہ عدم وہ ممکن الوجود ہے۔ واجب کا وجود اگر غیر سے ہے تو وہ واجب من غیرہ اور ممکن لذاتہ ہے۔ اور ممکن کا امتناع اگر غیر سے ہے تو وہ متنع عن غیرہ ہے۔ اور جو مفید وجود غیر ہو اسے **موجد یا علت** کہتے ہیں۔ اور وہ غیر موجد یا مطلق کہلاتا ہے۔ اور ممکن لذاتہ اپنے وجود و عدم دونوں میں مساوی النسبت ہے۔ پس اگر اس کا موجد ہوگا تو وہ موجود ہو جائیگا۔ ورنہ اپنی حالت عدم پر باقی رہیگا۔ اور اس کے موجد کی عدم علت ہوئیگی۔ جو کچھ بھی کہتے تو میں سکتا ہے اگر اس کا تقعر اس کے بغیر ممکن ہے کہ وہ کسی غیر کے ساتھ ہو تو وہ ذات ورنہ **ضعف** ہے۔ جس وجود کے لئے اول ہے اس کے موجود ہونے سے پہلے اس کا وجود نہ تھا تو وہ **محدث**۔ اور جس وجود کے لئے اول نہیں وہ **قدم** و ازلی ہے۔ تقدم کی قسمیں ہیں **تقدم بالذات** جیسے کہ تقدم موجد بر موجد تقدم بالطبع جیسے کہ تقدم یک بر دو۔ **تقدم بالزمان** جیسے کہ تقدم ماضی بر حال۔ **تقدم بالشرف** جیسے کہ تقدم اوستاد بر شاگرد۔ **تقدم بالوضع** جیسے کہ تقدم اقرب بر بعد۔ **تقدم بالکمال** جیسے کہ تقدم اولیٰ بر ثانی۔ **تقدم بالترتیب** جیسے کہ تقدم ذیہ بر مروز۔ ہر ممکن جو قائم بذاتہ ہو یعنی نہ اپنے قائم ہونا جو ہر ہے۔ جیسے انسان۔ اور جو قائم بغیر ہو یعنی

جیسے کہ حرکت عرض کا نام ہے۔ یہ حال ہے اور اس غیر کا نام محل ہے۔ مستکملین نے اعراف کے افعال میں اوزاع گنے ہیں۔ مگر محکم کے نزدیک اجناس اعراف تو نہیں۔ کیف کم۔ آئن۔ مٹی۔ وضع۔ ملک۔ فعل۔ افعال۔ مضاف۔ ان کے ساتھ ساتھ جوہر ہوا ملتا ہے۔ اور ان سوا کو مقولات عشر کہتے ہیں۔ اور یہ شامل ہیں جمیع ممکنات کو۔ موجودات متماثلہ ہوگی۔ یا متضادہ یا متخالفہ ہمتا ملے جیسے کہ دو سفید ہاں جو سفیدی میں ایک سی ہوں متضادہ وہ اعراف ہیں جو ہوں تو ایک ہی جنس سے مگر ایک محل میں وقت واحد میں جمع نہ ہو سکیں۔ جیسے کہ ان میں یعنی رنگ۔ کہ وہی رنگ سفید بھی ہو۔ سیاہ بھی ہو۔ زرد بھی ہو۔ سفید بھی ہو وغیرہ۔ اور حکمانے یہی زیادہ کیا ہے کہ ان میں غایت البعد ہو جو نہ متماثل ہوں نہ متضادہ متخالفہ ہوں گی۔ تقابل کی چار وجہیں ہیں۔ ایک تضاد۔ دوسری تقابل درمیان اثبات و نفی۔ تیسری بالملکۃ والعدم پیسے کہ مبنائی اور کوری۔ چوتھی تقابل بالتضائک جیسے کہ البتۃ و بئذیٰ یعنی والدیت کو لدیت۔ اگر مقول بالواسطہ یا بے واسطہ اپنی قلت کے لئے علت ہو تو اسے دور کہتے ہیں اور اس حیثیت سے متاخر باوجودیکہ متاخر ہے اپنے مقدم پر مقدم نہیں ہے۔ اور تسلسل مستکملین کے نزدیک باطل مطلق ہے۔ اور بالجمہر عدد وجود نہ کیا جائے وہ متنبی ہے۔ کیونکہ ہر عدد جو فرض کیا جائے جب اس میں سے کچھ کو کیا جائے گا تو قلت کو قبول کر لیا۔ اور جب اس پر کچھ زیادہ کیا جائے گا تو کثرت کو قبول کرے گا۔ اور ہر وہ جو قلت و کثرت کو قبول کرے۔ متنبی ہے۔

لے عزیز تمام عالم خالق یعنی سوائے خدا کے جو کچھ ہے سب متغیر ہے۔ اور ہر متغیر حادث ہے پس تمام عالم حادث ہے۔ وجود حوادث ظاہر ہے۔ پس کوئی جسم حادث سے خالی نہیں۔ حوادث جمعی حادث ہیں۔ اور جو کوئی حادث سے خالی نہیں حادث ہے۔ اور جو حادث

ہے وہ ازلی نہیں۔ کوئی جسم ازلی نہیں کیونکہ یا تو وہ اولاً متحرک ہو گا یا ساکن۔ اور حرکت بعد سکون ہوگی یا سکون بعد حرکت۔ بہر دو صورت ممکن نہیں ہے۔ اور ممکن ازلی ہو نہیں سکتا۔

ماسوائے واجب جو کچھ ہے ممکن ہے۔ اور ممکن محدث۔ پس ماسوائے واجب جو کچھ ہے محدث ہے۔ خواہ وہ جسم ہو یا جوہر یا عرض یا غیر ذلک۔ ہر ممکن اپنے وجود میں محتاج موجود ہے۔ اور ناممکن ہے کہ موجود کو اس کا وجود ایجاد کر سکے۔ کیونکہ ایجاد موجود اور تحقیر حاصل محال ہے۔ اور اس سے لازم آتا ہے اسے ایسا حال ایجاد کرے کہ جس کا اپنی وجود نہیں ہے۔ پھر اس کا وجود بلا اس کے اپنے وجود کے مسبوق ہوگا۔ اور یہ اس کا حدوث ہے۔ اور نزدیکی ہے کہ ہر محدث ایسے محدث کا محتاج ہے کہ جو اسے ایجاد میں ملے۔ نیز بت ہوا کہ نام عالم خواہ اجسام ہوں یا عرض یا غیر ذلک سب ممکنات سے ہیں۔ اور محدث ہیں۔ وہ ہوا مطلوب۔ ممکنات نے موجودات کی دو قسمیں کی ہیں۔ واجب اور ممکن۔ ممکن اپنے وجود میں مؤثر موجود کا محتاج ہے۔ پس اگر اس کا موجود واجب ہے تو ثابت ہوا کہ وجود میں نہ صرف واجب الوجود ہی لذاتہ ہے۔ اگر موجود ممکن ہے تو دوسرے موجود کا محتاج ہے۔ اور اس میں ویسی ہی کلام باقی رہتی ہے جیسی کہ اس کے مؤثر میں۔ اور اس دور محال اور تسلسل باطل اور اگر من لید ہے کہ موجود ممکن ہے تو کہا جائیگا کہ جمیع ممکنات موجود ممکن ہیں۔ کیونکہ ممکن بدول اپنے افراد کے محال نہیں ہو سکتا۔ اور اس کے افراد اس کے زیر ہیں۔ یہ تو اس میں مؤثر ہے وہ جائز نہیں کہ اس کا اپنا آپ ہو۔ اور یہ بھی جائز نہیں کہ اس میں داخل ہو۔ کیونکہ اپنے آپ میں اور اپنی حلال میں داخل نہیں ہو سکتا۔ پس تمام ممکنات مؤثر نہیں ہو سکتا۔ نتیجہ یہ نکلا کہ تمام عالم کا مؤثر کوئی اور ہے۔ اور جمیع ممکنات سے خارج ہے۔ اور جب وہ ممکن نہیں ہے تو واجب ہے۔ پس موجود واجب الوجود

لذاتہ ضروری ہے۔ اور وہی جمیع ممکنات کا مؤثر و موجد ہے۔ وہی مطلوب۔ و واجب الوجود و واحد  
 احد ہے۔ اُس کی وحدت حقیقی ہے نہ وحدت بمقابہ کثرت۔ وہی الہ ہے۔ لَا إِلَهَ إِلَّا  
 اللَّهُ۔ لَوْ كَانَ فِيهِمَا آلِهَةٌ إِلَّا اللَّهُ لَفَسَدَتَا رَبِّ ۚ، اگر اللہ کے سوائے  
 کوئی اور معبود ہوتا تو آسمان و زمین و جمیع ممکنات سب کے سب خراب ہو جاتے۔  
 مع دو بادشاہ در اقلیے ننگیند۔ اسے عزیزہ معرفت کے معنی ہیں اِذَا رَأَى  
 الشَّيْءَ يَتَفَكَّرُ وَتَذَبُّرٌ لَا تَرَهُ وَالْعِلْمُ اِذَا رَأَى الشَّيْءَ يَحْقِيقُهُ  
 فَيَقَالُ فَلَان يَعْرِفُ اللَّهَ وَلَا يَقَالُ فَلَان يَعْلَمُ اللَّهَ۔ آثار شئی میں تفکر و  
 تدبیر سے اور اک شئی کا نام معرفت۔ اور حقیقت الشئی کے ذریعہ سے اور اک شئی کا نام  
 علم۔ بولا جاتا ہے کہ فلاں خدا کو پہچانتا ہے۔ اور یہ نہیں کہتے ہیں کہ فلاں خدا کو جانتا ہے۔  
 وَ عَلَى الْأَعْرَافِ رِجَالٌ يَعْرِفُونَ كُلًّا سِيمَاهُمْ رَبِّ ۚ، اور اعراف  
 پر مرد ہیں جو پہچانتے ہیں سب کو انکی علامات سے۔ وَلَوْ لَشَاءُوا لَدُنِّيَا كَهُمْ  
 فَلَعَرَفْتَهُمْ سِيمَاهُمْ وَلَعَرَفْتَهُمْ فِي لَحْنِ الْقَوْلِ رَبِّ ۚ، اگر چاہتے  
 تو دعوائے جتنے جتنے منافقین کو پس تو انہیں علامات سے پہچان لیتا۔ اور تو ان کو اسلوب  
 سخن سے لینے بات کرنے میں پہچان دیتا۔ عرفیہ معرفت بذریعہ آثار ہوا کرتی ہے جن  
 عَرَفَ نَفْسَهُ فَقَدْ عَرَفَ رَبَّهُ ۚ

اُمی آنکہ تو طالبِ خدائی بخدا از خود بطلب کر تو خدا نیست خدا

اول بخود آچوں بخود آئی بخدا استدار نمائی بخدائی خدا

ہر موجود کا ایک وجود ہے۔ حقائق موجودات مختلف و متفاوت ہیں۔ یہاں تک  
 اکمل۔ مغلوب۔ غائب۔ اغلب۔ علم ہر کس حسب حقیقت وجود او۔ مدرسہ میں ایک ہی

درجہ میں متعدد پڑھنے والے ہیں۔ اور سب کا ایک سبق ایک وقت ایک۔ مگر جس نے حاصل کیا اپنی استعداد کے موافق حاصل کیا۔

مست کیا ہر ایک کو تمام نزل نے جو شخص کہ جس چیز کے قابل نظر آیا

بُئِل کو دیا نالہ تو پڑوانے کو جلنا غم ہم کو دیست جو شکل نظر آیا

وَكُلُّ شَيْءٍ عِنْدَنَا بِمَقْدَرٍ (پتا) اور ہر چیز اُس کے پاس اندازہ پر ہے۔

آئینہ اگر مہینیش و منور و معتدل ہو مگر جب تک اُس کا رخ مطلوب کی طرف نہ ہوگا مطلوب

ظاہر نہ ہوگا۔ جب تک تو طالب علم نہ ہوگا علم ہاتھ نہ آئے گا۔ طالب ہوگا تو مطلوب

لے گا۔ طلب العالم ذریعۃ علیٰ کُلِّ مُسْلِمٍ و ہمسۃ ہر سلم و سلمہ پر طلب علم

فرم ہے بے علم معرفت سے غالی ہے۔ بے علم کو خوف خدا نہیں۔ اِنَّمَا يَخْشَى اللَّهَ

مِنْ عِبَادِهِ الْعُلَمَاءُ (پتا ۱۱) صرف و نحو منطق و فلسفہ و یہ وہ سب کچھ

پڑھ کیا۔ مگر اُس میں خوف خدا نہیں تو وہ عالم نہیں مابل ہے۔ بلکہ جہاں اُس کے علم

سے اچھا ہے علم۔ سے مراد ہے امور دین میں بصیرت۔ وَمَا كَانَ الْمُؤْمِنُونَ

لِيَنْفَرُوا كَاقْدَحٍ فُلُوكَ لَنْفَرَةٍ مِنْ كُلِّ فِرْقَةٍ مِنْهُمْ طَائِفَةٌ

لِيَتَفَقَّهُوا فِي الدِّينِ وَلِيُنذِرُوا قَوْمَهُمْ اِذَا رَجَعُوا اِلَيْهِمْ

لَعَلَّهُمْ يَحْذَرُونَ (پتا ۱۲) اور ایسا تو ہے نہیں کہ سب کے۔ بے مومن طلب علم میں

نکل نہ پریں۔ بس کیوں نہ تھیں ہر فرقہ میں سے چند کس کہ تفقہ فی الدین کرتے یعنی علم

دین حاصل کرتے۔ اور جب واپس آتے تو اپنی قوم کو ڈراتے۔ شاید کہ وہ مندر کرتے

**علم فقہ کا حاصل کرنا فرض کفایہ ہے**

فقہ مجتہد ہے باقی متقلد۔ وہ بصیرت ہے اور دوسرے مستبصر۔ دونوں کے لئے سعادت ہے۔

میں نے اُن سے مخالفت کی شقی ہوا۔ حدیث میں ہے کہ سچا فقیہ وہ ہے جو لوگوں کو درست خدا سے ناامید نہ کرے۔ ان کو فیض باری سے مایوس نہ کرے۔ مواخذۃ الہی سے مامون نہ ہونے دے۔ قرآن کو چھوڑ کر غیر قرآن کی طرف راغب نہ ہو جائے۔ بیشک علم فقہ وہ چیز ہے جو آخرت کے لئے نافع اور عند اندر رنج درجہ کا موجب ہے۔ اور علم امور شرعیہ فرعیہ کو: بسم فقہ اس لئے پکارتے ہیں کہ وہ فقہ حقیقی کا وسیلہ ہے۔ یہ ظاہر ہے وہ باطن۔ یہ ملک ہے وہ ملکوت۔ یہ جسد ہے وہ روح۔ دونوں میں تلازم ہے۔ ایک بغیر دوسرے کے تمام ہے۔ العلماء و رثۃ الانبیاء (رحمۃ اللہ علیہم) انبیاء نے علم اُکیلے و رحمہ و یتار کی میراث نہیں چھوڑی۔ بلکہ میراث علمی چھوڑی ہے۔

علم کے دو نوع ہیں۔ ظاہر و باطن۔ علم ظاہر وہ علم نافع ہے جو صحابہ نے قول و فعل پیغمبر سے اندک کیا۔ اور تابعین و ائمہ سلف اُنے موافق کتب سنت اسکی تتبع کی۔ اور اُس کے مطابق عمل کیا۔ اور علم باطن اُن معانی کی معرفت ہے جس کو پیغمبر نے بحالت طیوح اللہ و ریکاہ قاب تو سلیم ادا دلی میں حاصل کیا۔ فَ اَوْحٰی اِلٰی عِبْدِیْ ہَا اَوْحٰی رَبِّیْ (۱) پھر سدر البعد جاری ہوا۔ چنانچہ فرمایا مَا صَبَّ اللّٰہُ فِیْ صَدْرِیْ شَیْئًا اِلَّا وَفَدْتُ صَبْتُ فِیْ صَدْرِیْ عَنِیْ۔ حق تعالیٰ کے حضور سے جو کچھ سینہ پیغمبر مقطفے میں پہنچا۔ وہ اُن سے اُن کے وصی علی مرتضیٰ کے سینہ میں پہنچا۔ عَلِیْمُ الْغِیْبِ فَلَا یُظہِرْ عَلَیْ غَیْبِہٖ اَحَدًا اِلَّا مَنِ ارْتَضٰی مِنْ رَّسُوْلٍ (۲) عالم الغیب اپنے غیب پر کسی کو خبردار نہیں کرتا مگر جسے وہ پسند فرمائے رسول سے یعنی وہ مرتضیٰ پسندیدہ رسول سے ہے عَلِیُّ مِّنْیْ۔ اَنَا

مَدِیْنَةُ الْعِلْمِ وَعَلِیٌّ بَابُهَا



فَاتَّ الْعِلْمَ لَوْحُنِ الْهَبِ ۖ وَلَوْ أَنَّ اللَّهَ لَا يَعْطِي لَعَلَّيْ

جب تک عالم جس سے اعراض نہیں کریں گے۔ عالم قدس کے انوار سے مستفیض نہیں ہو سکیں گے۔ کیونکہ سورِ موجودات عقلی عقول نقالہ کی ذات میں مرسم ہیں۔ اور انہی سے استفادہ علوم ہے۔ جب تک کہ ادرہ طغی و متغی نہ ہونگے کوئی چیز مغیبات سے ظاہر نہ ہوگی۔ اور مقصود مجملہ ریاضات سے یہ ہے کہ تخیل و وہم اور تمام قوائے بدنی منقاد عقل و حائیس۔ تاکہ معارف کی جلوہ گری کے وقت ان میں ممانعت نہ ہوئے پائے۔ بلکہ سب متابعت و مشایعت عقل میں رہیں۔ اور سب مجملہ اخلاق بھی ہے۔ جب تک دل معطل و مضیق و منور نہ ہو عالم غیب سے اس میں کچھ ظاہر نہیں ہوگا۔ اور قہریل تبدیل اخلاق کے ساتھ ہوگی اور تفصیل کدورات معاصی سے اجتناب کے ساتھ۔ اور اس عالم کے مشاغل سے اعراض کے ساتھ۔ اور تنویر و ذکر صافی کے ساتھ۔ کیونکہ یہ چیز منع حکمت سے وجود میں آتی ہے۔ پس ثابت ہوا کہ جب تک عالم جس سے اعراض حاصل نہیں کریں گے عالم قدس سے کچھ نفیس نہ ہوگا۔ اور بعد اس کے محسوسات سے طلب و اعراض حاصل ہوگی عقل فعال سے افاضہ مبذول ہوگا۔ کیونکہ افاضہ علوم اس کی صفت ذات سے ہے۔ اور خلاف صفت محال ہے۔ پس اگر کوئی نفس استفادہ علوم نہ رکھتا ہوگا تو نفس قابل کی طرف سے ہے نہ کہ دہب کی طرف سے مصرع۔ اگر ظرف تو کم گئے و گناہ ہے نیست دریا را

ہر ممکن کسی غرض و غایت کے تحت میں ہے۔ کون ہے جو اس سے انکار کر سکے۔ رَبَّنَا مَا خَلَقْتَ هَذَا بَاطِلًا رَدًّا ۚ يَوْمَ نَرَىٰ رُءُوسًا دَائِمَةً تَجَازَىٰ ۚ سَبُّوا رَبَّهُمْ فِي النَّارِ ۚ لَبِئْسَ مَا كَانُوا يَفْعَلُونَ ۚ اور بے غرض پیدا نہیں کیا۔ مگر ممکنات میں سے کوئی بھی اس غرض کو اپنی غرض سے تجویز نہ

معین نہیں کر سکتا۔ وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْإِنْسَ إِلَّا لِيَعْبُدُونِ ﴿۲۲﴾ اور حدیث قدسیہ کُنْتُ كُنْزًا خَفِيًّا فَأَحْبَبْتُ أَنْ أَعْرُوثَ خَلَقْتُ الْخَلْقَ (حدیث) جمیع ممکنات عبادت و تعریف واجب الوجود معبود برحق کے لئے

مخلوق ہوئے ہیں۔ معرفت کا بل و نافع بعدین عبادت حاصل نہیں ہوتی۔ اور عبادت شایستہ بدون علم میسر نہیں ہوتی۔ علم چراغ ہے اور عبادت راہ چلتا۔ مگر کسی مقام پر چراغ لئے ہوئے گھڑا ہو تو بعد چند قدم کے راہ نظر نہ آئے گی۔ پھر اُس مقام سے جس قدر بھی آگے کو چلے گا راہ زیادہ تر نظر آئے گی۔ غرض کہ چراغ علم کی روشنی میں راہ عبادت میں سفر کر اور روغن عمل سے اس چراغ کو مدد دے۔ ورنہ جب چراغ میں روغن نہ ہو گا تو وہ روشنی نہ دے سکے گا۔ اور تو اندھیرے میں بھٹکتا پھرے گا۔ اور کبھی مقصود تک پہنچ سکے گا۔

**مشرک عبادت** ہے اس سے کہ خدا کے سوائے کسی دوسرے کو کسی امر کا مصدر یا کسی اثر کا نشانہ جاننا اور ایسا بنا خدا کے سوائے کسی اور سے بھی کوئی کام یا باری ہو سکتا ہے۔ اگر اس عقیدہ پر اُس غیر کی بندگی اور عبادت کی جائے تو اسے شرک عبادت کہتے ہیں۔ اور اگر اُس کی عبادت نہ کی جائے مگر اُس کی اطاعت کی جائے کسی ایسی چیز میں کہ اس میں رضائے خدا نہیں ہے تو اسے شرک اطاعت کہتے ہیں۔ اول شرک علمی ہے اور وہ شرک خفی اس شرک کی طرف اشارہ ہے وَمَا يُؤْمِنُ الْكُفْرُ بِاللَّهِ إِلَّا وَهُمْ مُشْرِكُونَ (پہلا) یعنی ان میں سے بہت سے اللہ پر ایمان نہیں لاتے مگر یہ کہ وہ مشرک ہیں۔ حدیث میں ہے إِنَّ الشِّرْكَ أَخْفَىٰ ذُنُوبِكُمْ مِنْ شَعْرِ النَّوَاسِ فِي لَيْلٍ مُّظْلِمَةٍ فِي بَيْتٍ مُّظْلِمٍ شرک تم میں اندھیرے گھر میں اندھیری رات میں سر کے بال سے بھی زیادہ تر پوشیدہ ہے۔ خلیفہ اول کے

جواب میں جیسا کہ تفسیر در مشورہ جلد ۱ ص ۵۵ اور کتب المفروعات اور ازالۃ الغمما مقصودم میں ہے۔ فرمایا وَالَّذِي لَقِّنِي بِدِينِ ابْنِ الشِّرْكَ فَنِكَمُ أَخْتِي مِنْ دَيْبِ التَّمَلُّلِ یعنی قسم ہے اس کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے مہارے اندر شرک پیروی کی پال سے دھیا ہے۔ ضد شرک تو حید ہے۔ اور اس کی دو قسمیں ہیں اول تو حید و روات یعنی ذات خدا کو ترکیب خارجی و عقلی سے منزہ رکھنا۔ اور ثانی کو اس کی عین ذات جاننا۔ دوم تو حید و رواج و جوب یعنی واجب الوجود و مفرد خدا ہی ہے۔ اور کوئی نہیں۔ اور اسکے سوائے کسی اثر کا فعل اور نشان کو نہیں۔ پس قسم کی تو حید کے فرماتے ہیں کہ چار مرتبے ہیں۔ پہلا مرتبہ قس قس شرک زبان سے تو کلمہ تو حید کہے مگر دل کے معنی سے غافل بلکہ منکر ہو تو حید منہا فقہین کی آئندہ۔ یَقُولُونَ يَا قَوْمِ هَيْهَم مَّا لَيْسَ فِي قُلُوبِهِمْ رَبِّ مَن يَقُولُ آمَنَّا بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ وَمَا هُمْ بِمُؤْمِنِينَ رب ۲۱۔ اور بخشنے کو گواہی سے وہ ہیں جو کہتے ہیں کہ ایمان لائے ہم ساتھ اللہ کے اور ساتھ روز آخرت کے۔ اور حالانکہ وہ مومن نہیں ہیں وَإِذْ الْقَوَالِیْنِ اَقْبُوا قَالُوا اٰمَنَّا وَاِذْ اَخَذْنَا اِلٰی شَیْطٰنِهِمْ قَالُوا اِنَّا مَعَكُمْ اِمْسَا حَقُّنْ مُسْتَعِزُّوْنَ۔ اور جب ملتے ہیں اُن لوگوں سے جو ایمان لائے تو کہتے ہیں ہم ایمان لائے اور جب اپنے شیاطین کے ساتھ تخیل میں ہوں تو کہتے ہیں ہم مہارے ساتھ ہیں ہم تو مومنین کے ساتھ ٹھکانے والے ہیں۔ وَإِذْ اَقْبَلْ لَهُمْ تَعَالٰی یَسْتَغْفِرْ لَكُمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ تَوَوُّدًا مِّنْهُمْ وَرَأٰیہُمْ یُحٰدُّوْنَ وَهُمْ مُّسْتَكْبِرُوْنَ رَبِّ ۲۲۔ اور جب اُن کو کہا جائے کہ اؤ خدا کا رسول مہارے لئے مغفرت مانگے تو وہ اپنے سر مڑیے

ہیں۔ اور تو دیکھتا ہے کہ وہ باز رہتے ہیں۔ اور تکبر بجا بنے والے ہیں، جیسا کہ واقعہ قرطاس سے ظاہر ہے، اَللّٰهُمَّ اَسْتَغْفِرُكَ لَهْمُمْ اَمْ كَمْ تَسْتَغْفِرُ لَهُمْ اَنْ يَغْفِرَ اللّٰهُ لَهُمْ (پ ۱۳) ان پر برابر ہے کہ تو ان کے لئے مغفرت مانگے یا نہ مانگے خدا ہرگز ان کی مغفرت نہیں کرے گا۔ اِنْ تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ سَبْعِينَ مَرَّةً فَلَنْ يَغْفِرَ اللّٰهُ لَهُمْ (پ ۱۴) اگر تو ان کے لئے ستر بار بھی مغفرت مانگے گا تو پھر بھی خدا ان کی مغفرت نہ کرے گا۔ اِنَّ اللّٰهَ جَامِعُ الْمُنَافِقِيْنَ وَالْكَافِرِيْنَ فِي جَهَنَّمَ جَمِيعًا (پ ۱۵) تحقیق خدا سب منافقوں اور کافروں کو جہنم میں اکٹھا کرنے والا ہے۔ بیشک منافق مقطوع المغفرت اور جہنمی ہیں۔ اس لئے کہ انہوں نے دل سے توحید کو قبول نہیں کیا۔ محض زبانی ہی اس کا اقرار کیا ہے، جس کی وجہ سے وہ صرف دنیاوی میں شمیر شریعت سے محفوظ ہیں۔ چنانچہ وہ لوگ قتل کئے گئے کہ جن کو رسول خدا فرماتے ہیں کہ اِنَّ الشِّرْكَ فِتْنَةٌ اَخْفٰی فِتْنَتُكُمْ اَخْفٰی (پ ۱۶) اور شرک علی ایہنا المفسد کون فیتفسد (پ ۱۷) شریعت میں بجا اور کتا دونوں حرام ہیں۔ مگر ایک نجس نہیں۔ دوسرا نجس ہے۔ اور باطن میں دونوں کا اہل و مرجح ایک ہے۔ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَغْفِرُ اَنْ يَشْرَكَ بِهٖ (پ ۱۸) دوسرا مرتبہ فتنہ کہ توحید کے معنی کا دل سے ہی معتقد ہو اور اس فکر کی تلمذ نہ کرتا ہو جیسا کہ اکثر عوام مسلمانوں کی زبان ہے کہ بات کرنے میں اس کی غفلت کو نگاہ نہیں رکھتے۔ یہ قدر توحید سے صفائی قلب اور شرح صدر نہیں ہو سکتی۔ البتہ ایسا موقعہ عذابِ آخرت سے محفوظ ہے جبکہ معاصی موجب ضعف و تقاعد نہ ہوں اِنَّ اللّٰهَ لَا يَغْفِرُ اَنْ يَشْرَكَ بِهٖ وَيَغْفِرَ مَا دُوْنَ ذَٰلِكَ لِمَنْ يَشَاءُ (پ ۱۹) شرک کی تو ہرگز مغفرت نہیں اور اس کے سوائے خدا جس کی چاہے مغفرت کر دے۔

قُلْ بِإِعْبَادِي الَّذِينَ أَسْرَفُوا عَلَىٰ أَنْفُسِهِمْ لَا تَقْنَطُوا مِنْ رَحْمَةِ  
الَّذِينَ اللَّهُ لَا يَغْفِرُ الذُّنُوبَ جَمِيعًا إِنَّهُ هُوَ الْغَفُورُ الرَّحِيمُ  
دیکھو کہ میرے اے میرے بندو! جنہوں نے اپنے نفسوں پر اسراف کیا ہے اللہ کی  
رحمت سے ناامید نہ ہو اللہ سب گناہ بخش دیتا ہے تحقیق وہ بخشنے والا مہربان ہے۔

تیسرے مرتبہ لب کہ حق تعالیٰ کی جانب سے موقد پر کوئی نور تجلی کرے کہ جس کے واسطے سے  
معنی کلمہ توحید اس پر متکشف و ظاہر ہو جائے۔ پس وہ موقد جہاں میں اگرچہ بہت سی چیزیں  
مثلاً ہر گیسے گمران سب کا صدور ایک ہی مصدر سے اور سب کے استناد واحد حق کی طرف  
دیکھے گا۔ اور یہ مرتبہ مقام مقربین ہے وَالسَّابِقُونَ السَّابِقُونَ أُولَئِكَ  
الْمُقَدَّمُونَ دیکھو! جو تمام مرتبہ لب لب کہ موقد ایک ہی وجود کو دیکھے اور  
وجود میں کسی کو خدا کا شریک قرار نہ دے۔ اس مرتبہ کو فنا فی التوحید اور فنا فی اللہ کہتے  
ہیں۔ کیونکہ صاحب مرتبہ نے اپنے آپ کو فنا کر دیا ہے۔

ایک تری ذات کہ کچھ بھی نہیں بھر سب کچھ ہے۔ ایک مری ذات کہ سب کچھ ہے مگر کچھ بھی نہیں  
یہ مرتبہ غایت وصول توحید ہے۔ یہ تصور کیا جائے کہ اس مرتبہ پر رسول ناممکن ہے اور  
اور بلکہ موجود مخلوقات متکثرہ و موجودات کثیرہ کے وجود کو ایک ہی میں بانٹنا غیر معقول ہے۔

نہیں بلکہ ممکن و معقول ہے۔ دل دریائے عظمت و جلال میں پورا پورا مستغرق اور بحال و کمال  
مطلق کا غلبہ انوار حاصل۔ ایزد کا نورِ ضمیر میں آتشِ محبت و انس کی بھرگی۔ اور تمام وجودات  
ضعیفہ نظر بصیرت میں غائب۔ اور اسوائے ایک وجود کے سب کے فانی و ذلیل چھلنے لگو

۵۔ نجوم دریاں کس بجزایا سنے ۶۔ ولے غیر او کس پدیدار سنے  
ہاں پر تو افقن یکے نور بود ۶۔ کرا ز غیر آں دیدہ با کور بود

کیا تو نے نہیں دیکھا کہ جب کوئی مکلف سلطان میں مشغول ہوتا ہے تو چونکہ وہ اس کے  
وہدہ و سلطوت کے دیکھنے میں مستغرق ہوتا ہے۔ غیر کے مشاہدہ سے غافل ہو جاتا ہے۔  
عاشقِ محوِ جمالِ معشوقِ غیرِ معشوق کو نہیں دیکھتا۔ ستارے دن کو موجود ہیں مگر جب کہ  
ان کا نور جنبِ نورِ خورشید میں ضعیف و متعلیٰ ہے تو وہ نظر نہیں آتے۔ یہاں سے ظاہر ہوتا  
ہے کہ جس کو ایک وجود کے سوائے کوئی اور بھی ملحوظ اور کثرتِ مشاہدہ ہے۔ وہ مرتبہ تو عیدِ الٰہی  
ہے۔ اور بھی تنگ وجود و معرفت کے لئے اُس میں پرتو نہیں ڈالا۔

تاگشتِ اختران از ماہِ بابلِ دل کہ نہان است خورشیدِ بابل  
آدمی کو چاہیے کہ اپنے جمیع امور میں خدا پر توکل کرے۔ اُس کے سوائے سب کی طرف سے  
آنکھ بند کرے۔ جب اُس پر روشن ہو چکا کہ امر کا منشا وہی ہے۔ خلقِ درِ زق۔ عطاء و منع۔  
عناء و فقر۔ محبت و مرض۔ عزت و ذلت۔ جیسا دعوت و غیرہ ہر موجود کا مبدؤ وہی ہے۔  
انفرادہ و استقلال اسی ایک ہی کے شایاں ہے۔ کسی امر میں کوئی اُس کا ہمسر و شریک نہیں۔  
تو اُس کے غیر کی طرف تعدد نہیں ہوتا۔ جس کو یہ مرتبہ حاصل نہیں اس کا دل شوائبِ شرک  
سے غالی نہیں۔ وہ دسائیں و شیطانیہ کے سبب دسائے ظاہریہ کی طرف لغت ہو جاتا  
ہے۔ وہ یہ جانتا ہے کہ زراعت و نباتات کو بارش سرسبز کرتی ہے۔ کشتی کو باد و موج  
کنارہ پہنچاتی ہے۔ اور جو اُسے مخالف غرق کرتی ہے۔ حدوثِ حوادثِ انقلابات  
کو اکب کے ہاتھ میں ہے۔ اور جس پر ابوابِ معارف کھولے گئے ہیں وہ جانتا ہے کہ جمیع  
ممکنات و مخلوقات بادشاہِ بے شریک و وزیر کے مقہور و امر و مقررہ تہ ہیں۔ خود اسیرِ راج  
بلند آں سرکہ او خواہ بلند شس      نشند آں دل کہ او خواہ نہ نشدش  
گرت عزت دہد او از میسکن      وگرنہ چشم حسرت باز میسکن

مبادا آنکھ اگس را کند غوار کہ غار او شدن کا رست و دشتار  
 آنکہ او از آسمان باراں دہد ہم تواند کہ زرعت نال دہد  
 قُلْ هُوَ الرَّحْمَنُ اَمْتًا بِهِ وَعَلَيْهِ تَوَكَّلْنَا فَسْتَخْسُوْنَ مَنْ هُوَ  
 فِي ضَلَالٍ مُّبِيْنٍ۔ قُلْ اَمْرٌ اَیْتُمْ اِنْ خُصِمْتُمْ مَا وَكُمُ غَوْرًا فَمَنْ  
 یَاْتِیْكُمْ مِنْ بَعْدِ فَعِیْنٍ (پ ۷) کہہ دے کہ وہی مَنْ ہے۔ اُس پر ایمان لائے ہم اور  
 اُسی پر ہم نے توکل کیا۔ پس یہ جلدی جان لو گے کہ کون گمراہی ظاہر میں ہے۔ کہہ دے کہ کیسا  
 دیکھا تم نے کہ اگر اپنی متباراختک ہو جائے تو کون لائے گا تمہارے پس پانی جاری۔ اَللّٰهُ  
 رَحِبُ الْعَالَمِیْنَ۔ بادشاہ نے کسی کے قتل کا حکم دیا جو اور وہ پشیمان ہو جائے بہت  
 بادشاہ کا تب کو امر فرمائے کہ اُسے پروا نہ عفو لکھ دے۔ اور وہ شخص کاغذ یا قلم یا کاتب کی مدد  
 و شاکر نے لکھے کہ اگر یہ نہ ہوتے تو میں بخت نہ پاتا۔ اور جس نے یہ جان کہ جو کچھ کاغذ پر رقم ہوا وہ  
 قلم سے تھا۔ قلم دست کاتب میں مسخر تھا۔ اور کاتب کی مجال نہیں کہ بے امر بادشاہ کچھ لکھے۔  
 تو وہ بادشاہ کا ہی شکر یہ بجالائے گا۔ اور اسی کی شاکر کرے گا۔ اور اُسی ہی کا احسان منائے گا۔  
 تمام مخلوقات دست کاتب میں ہیں۔ اور کاتب خدمت سلطان میں مقبور و مسخر۔ یہ تو ایک  
 مثال تھی۔ ورنہ کیسی قلم سا و کون کاتب۔ حقیقت تو یہ ہے کہ وَمَا رَکِبْتُمْ اِذْ تَرْهَقْتُمْ  
 وَلَیْکِنَّ اللّٰهَ رَکِبَ (پ ۷) تو نے تیر نہیں چد یا جب تو نے تیر چلایا۔ ولیکن اللہ نے  
 تیر چلایا۔ جو تیرے ہاتھ میں ہاتھ دیتے ہیں۔ سچ تو یہ ہے کہ وہ خدا کے ہاتھ میں ہاتھ دیتے ہیں  
 یَدُ اللّٰهِ فَوْقَ اَیْدِیْہِمْ (پ ۷) اور کیوں ایسا نہ ہو جبکہ وَمَا نَشَاؤُنْ بِکَیْ  
 اَنْ یَّشَاکُرَ اللّٰهَ۔ تم چاہتے ہی نہیں مگر یہ کہ چاہے اللہ یہی ہے مقدم و ناقد قَدَلٰی  
 فَکَانَ قَابَ قَوْسَیْنِ اَوْ اَدْنٰی (پ ۷) سہ

من تو شدم تو من شدی من تن تدم تو جان شدی

تو کس نگوی بعد از من دیگرم تو دیگری

کاغذ جسے کاتب ہاتھ میں لیکر لکھ رہا ہے اگر اُس پر چوٹی کا گدڑ ہو۔ اور وہ بیچارہ اپنی تنگی چشم اور خوردی صفہ کے سبب سوائے نوکِ قلم کے جو کاغذ کو سیاہ کر رہا ہے کچھ دیکھ نہیں پاتی اور اُس کا نورِ بصر انگشتِ کاتب تک پہنچتا ہی نہیں چہ جائیکہ خود کاتب تک پہنچے۔ تو وہ تو یہی سمجھتی کہ کاغذ پر یہ قلم بدیعِ قلم ہی سے ہے۔ اور قلم ہی کو تو یہ حقیقی ہے۔ لہٰذا یہ انسان مختار بھی ہے اور مجبور بھی۔ ایک پاؤں زمین سے اور اُٹھ کر کھڑا ہو سکتا ہے مگر دونوں پاؤں ایک ساتھ اُٹھانے میں مجبور ہے۔ اور امورِ تکلیفینہ و خیر و شر میں اختیار ہے۔ موت و حیات۔ ذلت و عزت۔ بیماری و صحت۔ فقر و غنا۔ میں مجبور ہے لاَ حَیْرَ وَلَا تَقْوِیْنَ بَلْ أَمْرٌ دَیْنٌ اَلْاَمْرُ لَیْنٌ۔ نہ اس کے لئے جبرِ مطلق ہے نہ تفویض و اختیارِ مطلق۔ بلکہ ان دو امور میں متوسط۔ انسان اگرچہ قادر و مختار ہے۔ لیکن اس کی قدرت و اختیار بھی اس کے وجود کی مانند ہے۔ مَتَاعُ الْمَبِیْتِ یَشْبِہُ مَصَابِیْطَ الْبَیْتِ۔ اسبابِ خانہ صاحبِ خانہ کی مانند ہے۔ وجودِ انسانی وجودِ امکانی ہے نہ وجودِ مبرف کہ وجودِ امکانی ہو جائے۔ اور نہ عدمِ مرف بلکہ ایسا وجود ہے کہ مشابہِ عدم ہے۔ اور ایسا عدم کہ مشابہِ وجود ہے۔ پس ایسی ہی اس کی قدرت و اختیار ہے۔ اور قدرت و اختیار صرف مختص پروردگار ہے۔ اور وہ اُس کی عین وجودِ مقدس ہے۔ اور جب اختیارِ انسان منوط بقدرت و اختیارِ خیر ہے کیونکہ اگرچہ وہ محتاط ہے تاہم اُس کا اختیار۔ دوسرے کی طرف سے ہے جو اُس کے سلبِ اختیار پر قائم ہے اور ایسا اختیار اگرچہ بے اختیاری سے بالاتر ہے بھلائی اختیارِ مطلق ہے۔



فودتہ ہے فی الجملہ انسان کے لئے اختیار و مشابہ بے اختیار و ثابت ہے۔ اور خدا کے لئے  
 اختیار و مشابہ و مشابہ بے اختیار و جمیع امور میں۔ تَخَيَّرَ مِنْ يَشَاءُ وَلِيُخَيَّرَ  
 مِنْ يَشَاءُ يُخَيَّرُ مِنْ يَشَاءُ وَتَخَيَّرَ مِنْ يَشَاءُ رُپ (۱۷) جس کو چاہے  
 تو یقین پائیے۔ دے۔ اور جس سے چاہے تو نفی سبب کرے۔ اس میں کوئی استبعاد نہیں  
 کہ کسی اور میں دو شہوں کو اختیار ہو خصوصاً وجود اختلاف و اختیاریہ۔ ہر کسی کو لازم ہے  
 کہ ہر امر میں اس میں اسے اختیار حاصل ہے بحکم شریعت متقدمہ اپنے اختیار و قدرت کو  
 فی الجملہ کام میں لائے اور اس کی توفیق و اتمام میں حضرت آفریدگار سے استمداد کرے۔  
 اور اس چیز میں کہ جو اس کی قدرت سے باہر ہے اُمداد و لطف و کرم پروردگار ہے۔  
 شَاءَ وَدَحْنًا فِي الْخَمِيرِ فَإِذَا عَزَمْتَ فَتَوَكَّلْ عَلَى اللَّهِ (پ ۵)  
 مشورہ لے لے ان سے اور یہ یعنی کام میں۔ پھر جب ان کام کے کرنے کا حکم ارادہ و  
 قصد کرے تو ہر وہ کہ خدا پر لیس لای انسان الّا مَا سَعَى رُپ (۱۷) انسان  
 کے لئے کچھ نہیں بخیر و ہی جو اس کے وسعت میں ہو۔ قادر مطلق نے اپنے بندہ کو فعل ماضی  
 کے بجائے اور فعل ہی عنہ کے ترک کرنے پر قدرت و اختیار و دیگر احتمال جبر کو  
 بندہ پر اس کے فعل پر باقی نہیں رکھا۔ اور فعل ماضی کو جبر کی بجائے اور فعل ماضی عنہ کے  
 ترک پر قطع و دیگر احتمال تفویض کو بندہ سے غلط کر دیا ہے اگر ایسا نہ کرتا تو سزا و عذاب  
 تھا۔ اور ظلم سے اللہ تعالیٰ بری و پاک ہے۔ اِنَّ اللّٰهَ لَيْسَ بِظَلّٰمٍ لِّلْعٰلَمِیْنَ  
 (پ ۱۷) اَلَا لَعْنَتُ اللّٰهِ عَلٰی اَشْقٰی الْمُنِیْنَ (پ ۱۷) جب خدا نے بندہ کو قدرت  
 و اختیار و دیگر قطع و تفویض کر دی ہے۔ نہ بے طاقت پر کہ اس کا نام اَمْرٌ لِّبْنٍ اَکْا  
 هُوَ لَبَنٌ ہے تو بندہ مخالف غلبہ حکم پر جو بندہ نے اپنے قابو و قدرت سے کہ بے مستحق نہ

عیر۔ اور اس کو سزا دینا عین عدلِ عادلانہ۔ خدا بعد طور بنانے کے امر قطعی قہر و شہادت اور  
 ہنی قطعی قہر و شہادت کرتا ہے۔ اور تلوار پائے والا مخالفت حکم کر کے دوست کو قتل کرنا ہت تو  
 قاتل جہنما خود ہوگا انصافاً۔ کیونکہ اس نے مخالفت حکم کر کے باوجود یہ اس کو توبہ بخالت  
 حکم پر قدرت حاصل ہے۔ اور خدا دہری محض یہ بگاڑنا۔ بوجہ دانت کرنے امر قطعی دہنی قطعی کے  
**قصا و قہر** کے معنی یہ ہیں کہ خداوند نام نے اطاعت کا حکم دیا ہے۔ اور معصیت سے  
 نہی فرمائی ہے۔ **وَقَضَىٰ رَبُّكَ أَلَّا تَعْبُدُوا إِلَّا إِلَٰهًا** (پہلے) سوائے اُسکے  
 کسی کی بندگی نہیں کرو اور اس نے ہل نیب کے بجائے اور بڑے کام کے ترک کرنے  
 پر شہادت دی ہے۔ وہ بندہ کی اعانت فرماتا ہے اپنی طاعت قربت میں۔ اور  
 اس شخص کی ترک نصرت کرتا ہے جو اس کی نافرمانی کرے۔ اس نے اطاعت پر وعدہ ابر  
 دیا ہے۔ اور معصیت پر وعید کتاب۔ امتثالِ عمل پر غمت دلاتی ہے۔ اور مخالفت  
 سے ڈراتی ہے۔ **كُلُّ شَيْءٍ خِنْدِفٌ بِمَقْدَارٍ** (پہلے) اور ہر شے اُس کے پس  
 اندازہ پر ہے۔ **اراه و مشیت خدا** اور خدا ہے طاعت کے لئے۔ ورنہ خدا  
 ہے طاعات کے لئے۔ وہ عبادت و اعانت خدا ہے طاعت پر۔ اور نہی و ممانعت ہے طاعت  
 سے۔ اور ناراضی ہے معصیت سے۔ اور عقوبت و خدا لان ہے معاصی۔ کہنے کے بندہ کے  
 ہر کام میں نیر ہو یا شر قصا خدا ہے۔ کہ خدا اُس پر حکم کرتا ہے اس چیز سے جس کو وہ خفی  
 ہے اپنے فعل سے۔ اور ثواب و عقاب ہو دنیا و آخرت میں۔ قول باری تعالیٰ **وَمَا**  
**تَشَاوُونَ إِلَّا أَنْ لِّتَشَاءَ اللَّهُ** کے معنی ظاہر یہ ہیں کہ نہیں پاتے جو تم کو چاہے کرنا کر  
 بعد اس امر کے کہ جو فعل تم کو چاہتے ہو اگر وہ از قسم طاعت ہے تو اس میں تیرے خدا پر  
 رونا ہے۔ اور اگر از قسم معصیت ہے تو اس میں مشیتِ خدا پر نہی و نیت ہے۔ اے عباد

**مبدع و معاد ضرور** ہے۔ کہتے ہیں کہ آدمی طبیعت مطلقہ تھا۔ پھر مٹی بنا۔ پھر غذا پڑھو۔ پھر غذا مادہ۔ بعد ازاں تپتہ۔ بچے سے جوان۔ جوان سے بڑھا۔ آخر جہاں سے آیا وہاں چلا گیا۔ باصطلاح فقیر و صل شد۔ **لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ**۔ حق تعالیٰ ازلی ہے۔ اُس کا ارادہ ازلی ہے۔ اُس کا ارادہ عین اُس کی ذات اقدس ہے۔ اُسے منغور ہو کر اپنے آپ کے اپنے لئے جلوہ دے یعنی اپنے مظاہر صفات کے آئینوں میں مشاہدہ کرے۔ پس جلوہ گری کا آغاز کیا۔ ہر کمال کا جمال معنوی اور ہر جمال کا کمال معنوی اور تمامی جمال و کمال تکمیل کے ساتھ ہے۔ اور تمام جمال و کمال ظہور کے ساتھ مقرر ہیں۔ کیونکہ جو کمال مزین تکمیل نہیں ہے۔ اس میں شائبہ نقص ہے۔ اور جو کمال کہ ظہور میں نہیں آیا بے قصور نہیں ہو سکتا۔ پس ہونہیں سکتا کہ جمال کمال ذات بتے تکمیل و ظہور ہو۔ سارا جہاں مظہرات ہے۔ اور ہر ایک مظہر کی تصویر صورت خوب اور اپنی حد میں نیک ہے اور مرتبہ کمال پر ہے۔ مرتبہ میں جو نقصان کہ نظر آتا ہے نسبتی ہے۔ کیونکہ بعض کو نسبت ہے بعض سے۔ پس مبدع جناب اقدس الہی کے نور سے ہے اور اس کا نزول تا مکہ خاک کہ یہ مجموع طریق مبدع ہے۔ مبدع معلوم ہوا تو معاد بھی معلوم ہو گیا۔ **بِحُكْمِ كُلِّ مُتَشَبِّهِ يَرْجِعُ إِلَى أَصْلِهِ**۔ اول میں آدمی جہاں گچا گئی میں تھا۔ کہ وہاں سب نور ہی نور ہی اور اُنس و سرور۔ اور ظلمت و وحشت و عداوت قطعاً دور تھا۔ بنی آدم میں سے ابابہ ہم جب تک اپنے آپ کو وہاں پہنچا نہیں لیں گے انہیں قرار نہیں اور برابر جو شیش و کوشش میں رہ سینگے۔ اور جہاں گچا گئی وہ جہاں ہے کہ سب چیزیں اُس جگہ سے از خود باہر آتی ہیں اور سب خدا ہی کے لئے ہیں۔ پس وہاں زمین میں ہے نہ تو وہ حقیقت انسانی کہ قدر اعلیٰ کے مرتبہ میں کہ عقل اول ہے متعلق ہوئی۔ پھر لوح معنوی کے مرتبہ میں کہ مرتبہ نفس کی ہے آتی۔ پھر عرض و ظہور

کے مرتبہ میں کہ تہذیب و جہات ہے۔ پھر کسی کے مرتبہ میں۔ پھر آسمانِ ہفتم میں۔ پھر آسمانِ ششم  
 میں۔ پھر تجربہ میں۔ پھر چارم میں۔ پھر سیم میں۔ پھر دوم میں۔ پھر اول میں۔ پھر علما و مراد  
 میں۔ پھر مواہب اللہ میں۔ تا آنکہ صلبِ بدن میں درود سما۔ اور ان مراتب کے مجموعہ  
 کو مراتبِ استقامت کہتے ہیں۔ اندر جب صلبِ بدن سے رحمہ درہن آکر قریب پٹ  
 توان مرتبہ کو مستقر کہتے ہیں۔ آیہ **هَـٰٓؤُلَآءِیْنَ اَنْتَا کُمْ مِّنْ نَّفْسٍ**  
**وَّوَحِدَةٍ رَّپْتَ**، خدا ہی وہ ہے جس نے تمہیں ایک ہی نفس سے پیدا کیا۔ وہ  
 وہ نفس نفیسِ کلیہ سے۔ **فَمُسْتَقَرٌّ وَّمُسْتَوْدَعٌ رَّپْتَ**، یعنی تمہارے  
 لئے مرتبہ نکور۔ سے مستقر فی الرحمہ اور ہستدار فی القصد ہے۔ غرض کہ روحِ شانی  
 نے کموت و ملک و تقویٰ بظاہر پر حجابِ روحانی و جسمانی حاصل کئے ہیں۔ ان سے بعد جو  
 حلیہ نفس و قول و نظروں کا اس کے خواہ و باطل سے مستغنیٰ طبع ظاہر ہوتے ہیں  
 وہ مبالغہ فیہ ہے اس کے عجب و بعد و عظمت و مہالت کے موجب اور اسکے حیران  
 کا سبب ہو جاتے ہیں۔ پس وقت اگر ہزار بحر صادق خبریں کہ تو کسی وقت نہ مقدر  
 اور حضرت انس میں تھا تو عقل اس پر ایمان نہیں لائیگی۔ ہاں جو کوئی اس نظرِ ثابت  
 منظرہ میں اور ہے۔ اور اس میں اس کا اتنا قی ہے وہ باقی رہتا ہے۔ اگر یہ وہ بدیع  
 نہیں جانتا۔ کہ وہ کسی وقت دوسرے عالم میں تھا۔ مگر جب بحر صادق اس سے ہے تو  
 اسکے صدق کا اثر نور اور اثر انس جو دلِ مستقیم میں باقی ہے۔ دونوں آئیں میں ہو نہ  
 ہو جائے ہیں۔ اور وہ فوراً اقرار کر لیتا ہے۔ فی الجملہ جس میں بھی اس انس سے کچھ باقی  
 ہے اس میں تخمیناً ایمان موجود ہے۔ وہ ایمان لے آتا ہے۔ اس میں اس سے کچھ بھی  
 باقی نہیں رہا۔ وہ ہرگز ایمان نہیں لے آتا۔ **حَتَّمَا اللّٰهُ عَلَیْ ذٰلِکُمْ وَاَعْلٰی**

اَجْصَادِهِمْ عِثًا وَرَدًا وَعَلَمٌ عَذَابٌ خَفِیْمٌ پ (۱) اور بعض سالکان راہ حق کے سامنے سے انہیں سلوک میں پروردگار اُسا دیئے جلتے ہیں۔ تاکہ ان تمام مقامات شہانی و جسمانی کا حال کہ سن پروردگار نہ کر چکے ہیں پروردگار بھولیں۔ اور بھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ رُوح کے قَدرب کے ساتھ تعلق پکڑنے کے وقت ان میں سے بعض غمزدار رکھا جاتا ہے تاکہ اُس کے مجملہ موجودات پر عبور کے مقامِ اول سے لے کر اس جہان میں آنے تک جو کچھ اُس نے دیکھا ہے وہ سب اُس کے دل پر رہے۔ اور اُس کو دیکھنا نصیب ہو۔ **روحِ قَلب کیسا تھ**  
**تعلق پکڑنے سے پہلے** ذب جو اربابی کے خطیہ یعنی منزلتِ قدس میں نشاٹ و شادمانی میں تھی۔ تعلقِ رُوح بقالب کا فائدہ یہ ہے کہ تعلقِ بدن و آلاتِ جسمانی انسانی و قوائے لسانی و صفاتِ انسانی کے واسطے سے ذات و صفاتِ احدیت کی معرفت شہودی اور عالمِ غیب پر اطلاع حاصل ہو۔ اگر تعلقِ بدن نہ پکڑتی تو قسم قسم کی غذا سے محروم رہتی۔ اور اگر تعلقِ بقالب نہ پکڑتی تو معرفت حق جل و علی کی نیابت و خلافت کی سزاوارت نہ میری اور امانہ حاوی اس نہ ہوتی۔ اور جمال و جلال حق کی آئینگی کا استحقاق نہ پاتی اور سرخراہ گننت کُنتر اَلْحَقِّد کو کوئی نہ جانتا۔ لہٰذا مکہ مقدسہ اصل از آفرینش انسان تھا۔ کہ جمال و اُویس کا امینہ اور ناصر و ناصر بن مال و مال کا منہ ہے بکرم خَلَقَ اللّٰهُ اٰدَمَ عَلٰی صُوْرَتِہٖ۔ خدائے دم کو ایسی صورت و صفات پر پیدا کیا ہے پس نفس انسانی مذہب سے اور پروردگار کے کائنات کا غایت۔ اور حضرت الوہیت کی مام صفت جمال و جلال کا نہور آئینہ کے واسطے سے ہے۔ سَنُوْہِہُمْ اَبَا قَتَنِیْ الْاَفَاتِ وَنِیْ اَنْفِہِہُمْ۔ (۲) اور درو رکھانے ہیں سچ ان کو اپنی نشانیات میں اور ان کے افسوس میں۔ پس آفرینش ان سے مطلوب حضرت الوہیت کی صفاتِ اہمات

افعال کے ساتھ متصف ہوتا ہے۔ تَخْلُقُوا بِاخْلَاقِ اللّٰهِ کا اشارہ اسی طرف ہے کہ اخلاق خدا کو اختیار کرو۔

آدمی گنہگار و معرکہ خدا است	گرچہ در بحر ہوں مستغرق است
گنج کو نین است و است آدمی	ہست بے پایاں صفات آدمی
گر وجود خویش رشتہ سد تمام	در شناسائی حق باشد نظام
نفس انسانیت مراثی جمال	روح انسانیت مراثی کمال
گر بود مراثی صاف و پُر نسیا	عکس گیر و از جمال کبریا
حق شناسی ہست کار آدمی	معرفت باشد شعار آدمی

مَنْ عَرَفَ نَفْسَهُ فَقَدْ عَرَفَ رَبَّهُ۔ — یہ اٹھارہ ہروف تفسیر ہیں ان اٹھارہ ہروف کی کہ صنعت اللہ الذی اتقن کلّ شئی۔ کارِ یگری ہے کارِ یگری حقیقی کی جست بہ جزیرِ حکم و استوار بنایا ہے۔

اہل اللہ فرماتے ہیں کہ والشّ کوئی چیز نہیں کہ کوئی امر ہو ہی نہیں جو نفس و اما کو  
 صاف ہو یا نہ ہو۔ بلکہ جو کچھ اس میں بالقوہ موجود ہے وہی فعل میں آتا ہے۔ اور سب چیزیں  
 کو کوئی نہ ہر اپنے حالات نفس کے سوائے کسی چیز و نہی و یقیناً یسین سمیع معلومات کمال  
 نفس الٰہی ہے۔ میں سے افلاطون الٰہی نے علم کی اور تعریف کی ہے کہ الْعِلْمُ  
 قَدْ كَرَّمَ۔ علم یاد دہانی ہے اور محققین نے فرمایا ہے کہ متین نفس۔ سورہ معلومات کے  
 ساتھ اور کوئی چیز ایسے خوب کی صورت کے ساتھ منسلک نہیں ہو سکتی

اے خداوند عالم علم ہے۔ کیونکہ اعیاد عالم سے غرض نہ ہو مرتب علم ہے اس لئے  
 کہ وجود حق تعالیٰ فی الحقیقت وجودِ علمی ہے۔ اور اذ ادعیٰ علم حق کی سورہ علمی ہیں اور

علم تمام عام انسان میں اور انسان حق تعالیٰ کی جانب سے تحقیق صوبہ علمی کے لئے مکلف ہے بلکہ مطابق ہو اس کے کہ عفت ایب و معرفت ہے۔ اور علم ایمان سے کہ انبیاء اس کی تعلیم و ترویج کے لئے مبعوث ہوئے ہیں۔ اور اس کی تشریح و تکلیف میں سکتا یہ ہے کہ پیچہ بالقدہ کو فصل میں لایا جائے پس ماسل و محصول علم وجود علم ہے۔ جیسا کہ قول حق تعالیٰ **فَاَحْبَبْتُ اَنْ اَخْرُجَ مِنْ اِنْسَانٍ** کی انسانیت نہیں ہے مگر علم کے ساتھ۔ اس لئے کہ اس کی فصل متروک نہیں ہے مگر **نطق** بمعنی ادراک کلیات۔ اور عقل چاہتی ہے کہ بعد سے نہایت کو حرکت ترقی کرے اور نہایت سے حیوان کو بحس و حرکت ارازی اور حیوان سے انسان کو اور ان کی ترقی و تنزل بر حسب علم۔ اور اس علم سے مراتب اسماء و صفات الہی کی معرفت۔ اور باقی علوم یہاں تک کہ علم تزیین نفس و تہذیب نفس اس علم کے آلات ہیں۔ اور اس علم کا ادنیٰ پایہ استدلال ہے۔ اور پایہ علمی کشف و عیاں۔ رئیس حکماء ابوعلی سینا نے شیخ بو سعید سے پوچھا کہ **لِمَ عَرَفْتَ الرَّسْبَ**۔ تو نے رب کو کس کے ذریعہ سے پہچانا۔ شیخ نے جواب دیا کہ **لَوْ اِمْرَاَتٌ تَرَدُّ عَلَى الْقَلْبِ وَاللِّسَانِ**۔ چنانچہ **عَنْ بَيَانِهَا**۔ واردات سے جو قلب پر وارد ہوتے ہیں اور زبان ان کے بیان سے عاجز ہے شیخ نجم الدین کبریٰ نے فخر الدین رازی کے جواب میں کہا ہے کہ **لَوْ اِمْرَاَتٌ تَرَدُّ عَلَى الْقَلْبِ وَاللِّسَانِ**۔ سرور اولیاء علی مرتضیٰ فرماتے ہیں۔ **عَوَفْتُ رَجِيْ بِقَسَمِ الْعَزَائِمِ** یہی وہ مقام ہے کہ بہاں عقل اور عقل کل بھی سرسبز ہے۔ تہذہ اومیا علی مرتضیٰ فرماتے ہیں کہ **الْعَقْلُ لِمِ اَسْمِ الْعُبُوْدِيَّةِ لَا لِاِذْرَاكِ سِرِّ الرَّبُّوْبِيَّةِ**۔ عقل رسم عبودیت کے بجائے لے ہے نہ کہ سر ربوبیت کے

اور ان کے علم ہی کے علم کو **توحید** ہے۔ جمیع علوم سے اشرف و اعرف ہے۔ کیونکہ جمیع علوم پر محیط ہے۔  
 جیسا کہ اس کا متعین کردہ ذات حق تعالیٰ جہن اشیا پر محیط ہے۔ اَلَا اِنَّہٗ بِکُلِّ شَیْءٍ  
 فَحِیْطٌ ۙ اَوَّلَکُمْ یَکْفِ بِرَبِّکَ اِنَّہٗ عَلَی کُلِّ شَیْءٍ شَہِیْدٌ (رپ ۱۷) بیشک  
 وہ ہر شے پر حاضر و محیط ہے۔ جیسا کہ ہر علم کے لئے موضوع و مبادی و مسائل ہوتے ہیں۔ علم  
 توحید کے جمی موضوع و مبادی و مسائل ہیں۔ اس کا موضوع وجود حق تعالیٰ ہے۔ اور اس کے  
 مبادی و مہیات متعلق ہیں۔ کہ لازماً وجود حق تعالیٰ ہیں۔ اور وہ خالق عبارت میں اسماء  
 صفات و اسماء افعال سے۔ اور اس کے مسائل عبارت ہے اُس چیز سے کہ جس سے اسماء  
 ثلثہ کے تعلقات کے متعلق مبین ہوتے ہیں اور مرجع ان سب کا دو چیزیں ثابت ہیں۔ اور  
 دونوں معرفت ہیں۔ اِرْبَابُ الْعَالَمِ بِالْحَقِّ وَالْحَقُّ بِالْعَالَمِ۔ عالم حق کے ساتھ  
 اذ حق عالم کے ساتھ۔ اور دونوں سے نہ اُس کی معرفت ممکن ہے نہ متغیر۔ محال در محال ہے  
 اور ناممکن در ناممکن ہے کہ کہنہ ذات باری معلوم ہو۔ یا ذات باری کی تشخیص ہو سکے۔  
 اسی اس لئے کہا گیا ہے کہ اس کا کوئی اسم ذات نہیں سب اسماء صفاتی ہیں۔ قُلْ دُعُوا  
 اللّٰہَ اِذَا دُعُوۡا الرَّحْمٰنَ اَیَّامًا تَدْعُوۡا فَلَہٗ اَلْاَسْمَاءُ الْحُسْنٰی (رپ ۱۸)  
 اللہ کہہ کر پکارو یا رحمن کہہ دیا کرو کسی نام سے ذکر کرو سب اُسی کے اسماء حسنی ہیں۔  
 وَلَا تَجْعَلُوۡا بَصُلًا بَیْنَکُمْ وَلَا تَخَافُوۡا رِبَّہَا وَابْتَغِۡ بَیْنَ ذٰلِکَ سَبِیۡلًا (رپ ۱۹)  
 بنا بیڑا ہر آریہ نہ تو اپنی نمازیں آواز بلند کر اور نہ دھیمیا۔ اور اس کے درمیان راستہ ڈھونڈو۔  
 جہر وہ ہے کہ کوئی دوسرا جو پاس ہی ہو وہ بھی سُن لے۔ اور اخفات وہ ہے جو دوسرے  
 تک نہ پہنچے۔ اپنے ہی تک رہے۔ دونوں سے ممانعت ہے۔ اب تیسرا راستہ کہ کون ہے  
 شریعت میں صبح کی دونوں مغرب کی پہلی دو۔ اور عشا کی پہلی دو۔ یعنی چھ رکعتیں فجر



پڑھ اور گیارہ رکعتیں باخفات۔ اور حقیقت میں نہ تو اصل القسۃ کو اپنے مرتبہ سے بڑھا  
مانند نفیر یوں اور غالیوں کے۔ اور نہ اپنے مرتبہ سے گھٹا مانند خوارج و فواصب کے۔  
علی عبد اللہ ہیں اللہ نہیں ہے

دروں کو زندہ زندوں کی مشکلائی کی  
حائق کی بندگی میں عسلی نے نہائی کی  
بعد از نبی بزرگ ولی قسطہ مخمفر

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں کہ اول مخلوق میرا روح ہے **اَوَّلُ مَا  
خَلَقَ اللّٰهُ رُوْحِي**۔ **اَوَّلُ مَا خَلَقَ اللّٰهُ نُوْرِي**۔ جب جوہر اول روح و نور محمد  
ہے تو پہلے اس سے کہ محمد اس جہان میں تشریف لائے بنی تھے۔ **كُنْتُ نَبِيًّا وَّ اَدَمُ بَيْنَ  
الْمَاءِ وَالْطَّيْنِ**۔ دراب جبکہ اس جہان سے تشریف لے گئے ہیں بنی میں **لَا نَبِيَّ بَعْدِي**  
**كُوْنِ اَوَّلَ النَّبِيِّنَ**۔ نہیں مگر محمد اور کوئی آخر النبیین نہیں مگر محمد۔ اول بھی آپ  
ہی ہیں اور آخر بھی آپ ہی۔ جوہر اول یعنی محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے۔ خداوند کے سے نیتا ہے  
او خلق کو پہنچاتا ہے۔ لیکن وقت **ولایت** ہے اور پہنچاتے وقت **نبوت** پس ولایت  
**باطن نبوت** ہے اور **نبوت ظاہر** ولایت۔ اور دونوں صفت محمد ہیں۔ بنان کمال  
نبی ہے یا ولی۔ نبوت یا مطلقہ ہے یا مقیدہ۔ اسی طرح ولایت بھی یا مطلقہ ہے یا مقیدہ۔  
**نبوت مطلقہ** وہ نبوت ہے جو ازل میں حاصل ہو۔ ابد ابد تک باقی رہے۔ اور وہ  
بنار ذاتی و تعلیمی حقیقی ازلی سے۔ وہ ربوبیت عظیمہ اور سلطنت کبریٰ ہے بنی مطلق خلیفہ  
اعظم اور قطب المآطاب ہے وہ ان کی کبریٰ اور آدم حقیقی ہے۔ اس کا نام قلم علی و عقل  
اول دروہر علم ہے۔ اسی معنی کی طرف اشارہ ہے **اَوَّلُ مَا خَلَقَ اللّٰهُ نُوْرِي وَّ**

خَلَقَ اللَّهُ أَدَمَ عَلَى صُورَتِهِ - وَمَنْ ذَا الَّذِي خَقَدَ ذَٰلِكَ - پہلی چیز جو خدا نے  
 خلق فرمائی وہ نور محمد ہے - اور خدا نے محمد کو اپنی صورتِ صفات پر پیدا کیا ہے - اور جس  
 نے محمد کو دیکھا اس نے حق تعالیٰ کو دیکھا - اصطلاح محققین میں محمد **عین اللہ** ہے - عین  
 اللہ وہ انسان کامل ہے جو محقق بحقیقت برزخیت کبریٰ ہو - جمیع علوم و اعمال کا استناد  
 اسی انسان کامل کی طرف ہے - اور تمام صفات و مراتب اسی کی طرف منتہی ہوتے ہیں نیز وہ  
 وہ انسان رسول ہو - یا وصی - اور خود بنی ہو یا ولی جو کمالات کہ بنی مطلق کو بحسبِ ظاہر  
 حاصل ہیں وہی کمالات بحسبِ باطن و فی مطلق کو حاصل ہیں - اسی کی طرف اشارہ ہے کہ  
 أَنَا وَ عَلِيٌّ مِنْ نُورٍ وَاحِدٍ - وَ خَلَقَ اللَّهُ دُجُوحِي وَ رُوحِي عَلِيٍّ ابْنِ  
 أَبِي طَالِبٍ قَبْلَ أَنْ يَخْلُقَ الْخَلْقَ - محمد و علی ایک نور سے ہیں - خدا نے محمد و علی  
 کے نہجوں کو جمیع خلقت سے پہلے پیدا کیا ہے - إِنَّ اللَّهَ بَعَثَ عَلِيًّا مَعَ كُلِّ نَبِيٍّ  
 بَشَرًا وَ مَبْعِي جَهْرًا - بتحقیق خدا نے مبعوث فرمایا ہے علیؑ کو ہر نبی کے ساتھ باطن میں -  
 اور محمد کے ساتھ ظاہر میں - اور علیؑ اس وقت بھی ولایت تھے جبکہ آدمؑ پانی اور مٹی کے درمیان کھڑے  
 چنانچہ خود فرماتے ہیں - كُنْتُ وَلِيًّا وَ أَدَمُ بَيْنَ الْمَاءِ وَ الطِّينِ - اے عزیز  
 جو دنیا ظاہر ہے - یا باطن - ظاہر کو اول سے اور باطن کو آخر سے تعبیر کیا ہے -  
 اول نزول بارگاہِ نبوت کو طرف سے کثرتِ خلقت کی طرف - اور آخر عروج ہے  
 کثرتِ خلقت کی جانب سے بحضرتِ احدیت بمقتضا - ہم ظاہر و باطن انسان ہیں کبیر و  
 صغیر ہے - کبیر و جوج ہے - اور صغیر ایاچا و - وجود عقل ہے اور بجا و نفس - عقل  
 علم ہے اور نفس کمال - علم روح ہے - اور کمال قلب - روح کشف ہے اور قلب  
 حال - عقل حقیقتِ نبی مطلق ہے کہ خاتم الانبیاء و المرسلین ہے - اور نفس کتبۂ حقیقت

دلیٰ مطلق ہے۔ فَاَمَّا الْاُولٰٓئِہِ وَالْاٰوْسِیَآءُ ہے۔ کُنْتُ بَنٰیۃً وَاَدَمُ بَنٰی الْمَآءِ  
وَالطِّیْنِ وَکُنْتُ دَلِیۡۃً وَاَدَمُ بَنٰی الْمَآءِ وَالطِّیْنِ۔ بنی دوتوں نے یہ  
کلمات دوسرے انبیاء و اولیاء پر واقعی و مشرب کی راہ سے فرمائے ہیں جس سے معلوم و  
ظاہر ہوا کہ محمد علی اس وقت بھی بنی دوتوں بالفصل تھے جبکہ اسی آدم و بنی اور مٹی کے درمیان  
تھے۔ اگر وہ اس وقت بھی بنی دوتوں بالفصل نہ ہوتے بندہ دوسرے انبیاء و اولیاء کی مسیح  
بنی دوتوں بالقوة جوتے تو مقام مشرب و افق میں ان کا اس طرح سے فرما، کچھ معنی نہ رکھتا۔  
کیونکہ نبوت و دلائلِ دینی میں آنے یا دینی میں مبعوث ہونے سے پہلے تو سر بنی دوتوں  
کو بالقوة حاصل تھی چنانچہ قرآن مجید میں قَوْلِ نَسْرِ عِیْسٰی جِسْمِہٖ کہ قَالَ اِنِّیْ عَبْدُ  
اللّٰہِ اِنَّاۤیۡنِ الْکِتَابِ وَجَعَلَنِیْ بَنٰیۃً رَّیۡۃً، کہا میں بندہ خدا ہوں۔ مجھ کو  
نذرانے کتاب دیئے۔ اور مجھ بنی کیا ہوا ہے۔ یعنی نبوت مجھ میں بالقوة موجود ہے۔ جو  
اپنے وقت پڑھائیں آئے گی۔ محمد علی اس وقت مفعول و نفوس روحانیات و مددِ غیرِ مہم  
کو مع مرتبہ خود موجودات مخلوقات خدا کی خبر دیا کرتے تھے اور انباء فرمایا کرتے تھے۔  
ہر بنی نے آپ ہی کے وسیلہ سے فیض الہی سے مستفیض ہو کر اپنی قوم و امت کو افادہ  
فرمایا ہے۔ اور دعوت حق دی ہے۔ اور ہی حال علی کا ہے۔ کہ دلیٰ مطلق ہیں۔ وہ ان  
ارواح و نفوس کو معارف و معانی کا افادہ فرماتے تھے کہ جو نہ کھائی چاہتا تھا۔ کیونکہ  
علی کو محمد یعنی دلیٰ قدیم کو بنی خدا کے ساتھ دلیٰ نسبت ہے۔ جو نسبت ہے نفسِ کلیہ کو  
عقلِ کل کے ساتھ۔ نفس نے کچھ بھی فائدہ حاصل کیا ہے عقل سے کیا ہے۔ اور افادہ و  
استفادہ دونوں خدا کے اور اشارہ سے ہیں۔ و رہا مرتبہ میں دونوں شمس و قمر استغنائہ  
قمر شمس سے ہے۔ اور افادہ شمس قمر کے لئے نور ہے۔ اور اسی طرح تمام کواکب بنی ہوئے

پہنچائی قابلیت و استعداد کے موافق نور شمس سے فیض حاصل کیا ہے۔ کوکب، اندر حلالان  
 ہیں۔ اندر یہ صورت تمام مخلوق نے صورت معنی بنی و ولی محمد و علی کے وسیع سے  
 فیض حاصل کیا ہے۔ اسی واسطے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اَنْ كَا  
 لَشَّمْسِ وَ عَلِيٍّ كَالْقَمَرِ وَ اَصْحَابِي كَالنَّجْمِ۔ پس خاتم النبیا جمع نبیا  
 و رسل کے مرجع ہیں عالم ارواں میں بھی اہل عالم اجسام میں بھی۔ اگرچہ ہر بات جسمانی میں  
 تمام انبیاء و رسل کے بعد دنیا میں تشریف لائے ہیں اَنَا اَوَّلُ الْاَنْبِيَاءِ خَلَقْتُ  
 وَ اَخِرُهُمْ بَعَثْتُ۔ اور یہی حال خاتم اولیا کا ہے۔ نور ولایت نور نبوت سے اور ولی  
 ہی سے منفک و جدا نہیں ہو سکتے۔ دونوں میں نفس محال اور بلا نفس واجب ہے۔ ورنہ  
 لازم آئے گا کہ نفس و عقل کے درمیان کوئی تیسری چیز بھی ہے۔ اور نور نفس نور عقل سے  
 نہیں ہے۔ حالانکہ نور نفس نور عقل سے ثابت و متعلق ہے۔ محمد و علی کا عالم میں تصرف دیا  
 ہی ہے۔ جیسا کہ عقل نفس کا تصرف ہے کل نفوس میں۔ اور عقل نفس عالم حلق میں  
 خدا نسانی کے دو خلیفے ہیں محمد علی و مخلوقات خدا میں دو خلیفے ہیں۔ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ  
 وسلم فرماتے ہیں خَلَقَ اللَّهُ رُوحِي وَ رُوحُ عَلِيٍّ مِّنْ شَيْءٍ وَاحِدٍ وَ  
 نُورِي وَ نُورُكَ وَ اَحَدٌ وَ اَنَا مَعِي وَ اَنَا مِنْهُ وَ نَفْسُهُ لِنَفْسِي۔  
 اور آیہ مباہلہ اَنْفُسَنَا۔ آیت و حدیث میں اشارہ تسادی و تماثل کی طرف ہے تمام  
 کائنات محمدی سوائے نبوت کے عقلی میں موجود ہیں۔ محمد عقل اور علی نفس کل عالم غیب  
 شہادت و روحانی و جسمانی ہیں۔ ہر موجود کا علم و حیات و کل علی الدوام و الاستمرار  
 عقل اول و نفس ثانی کی وجہ سے ہے۔ اے عزیز البقوت عبارت ہے اخبار سے  
 حقائق و معارف الہیہ کی۔ اسی کو نبوت مقیدہ و نبوت تعریفی

کہتے ہیں۔ درالرؤس کے سامنے نبی - کاروائیہ یحییٰ قیام ہیست بھی شامل ہے نودہ  
**نبوت شریعہ** ہے۔ ورنہ رسالت کہتے ہیں۔ اور اگر رسالت کے ساتھ تاہم  
 کتاب۔ سینہ بھی ہوتا وہ **عزم** ہے۔ اُولُو الْعِزْمِ مِنْ الرُّسُلِ۔ تِلْكَ  
 الرُّسُلُ فَضَّلْنَا بَعْضَهُمْ عَلَى بَعْضٍ رتہ ۱، وَلَقَدْ فَضَّلْنَا بَعْضَ  
 النَّبِيِّينَ عَلَى بَعْضٍ ۲، عن نعلی کے لئے نبی انبیاء کو بعض انبیاء پر۔ اور  
 بعض رسولوں پر فضیلت دی ہے۔ اور رسولوں میں سے بعض اُولُو الْعِزْمِ ہیں۔ پس عزم  
 نامید ہے تہہ رسالت میں۔ اور رسالت خصوص مرتبہ ہے نبوت میں۔ اور نبوت خصوص  
 مہم نے ولایت میں۔ **ولایت** اطلاع ہے معارف و حقائق پر تشفی و شہود خدا  
 کی طرف سے نہ بغیر کسی واسطہ فشنہ یا بشر کے۔ ولایت فکری ہے جو محیط بالکل  
 ہے جبکہ عزم نہ رسالت نہ نبوت۔ اور جو کچھ تھا ولایت ہی کے ساتھ تھا۔ اور اسی  
 نے سب سے تمام انبیاء و رسول میں نبوت و رسالت جاری ہوتی ہے جبکہ کسی ممکن اور  
 منہ نہیں کا نہ کوئی شرط نہ تیار۔ توفیق و صفات حق و حکام حق سب ولایت ہی کے  
 ذریعہ ظاہر ہوئے۔ اسی سے کہا گیا ہے کہ قوت نبوت بسبب قوت ولایت ہے۔ پس  
 ولایت سخت الہی و مکی و کمالی ذاتی ہے۔ پیدا کوئی ہے سو، وغیب حق سے حق  
 کے لئے اول میں مطلق صورت تخفیف کمالیہ سید دیدہ پر۔ اور غرت نبوت اسم پانچ کے  
 واد غیب سے پیدا ہونے سے پس وہ سہلہ وہ خصوص مرتبہ ہے ولایت میں ہیں  
 وہ ہے نہ ہوئی ہے مطلق سمن ہر تجلی میں ہر جنوری مرتبہ منقل تنوع و مرفر تانہ ہے ان  
 اشخاص میں کہ جو نہایت نبوت کے حقوق کو بے بغاوت تفسیر و ظاہر کرنے والے ہیں۔ تا آنکہ اس کے  
 ذریعہ صورت کو کوئی بیت کہاں نہ جمع صورت حقائق کی طرف منہی کرتا ہے۔ اور حقانی نبوت

جو ذکر کئے گئے ہیں سی پر قیاس کر لے ولایت کو بھی۔ ولایت اس وجہ سے کہ صفتِ الہیہ سے  
 معصیت ہے۔ اور اس وجہ سے کہ اس کا استناد انبیاء و اولیاء کی طرف ہے مقیدہ۔ اور مقیدہ  
 بسبب اس کے قائم ہو چکی ہے۔ اور مطلقاً ہر جہ مقیدہ میں۔ اِنْتَمَ وَلِیْکُمُ اللّٰهُ وَ  
 سِرِّ مَوْلٰہُ وَ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا رُپِ عَالِ پس نبوتِ انبیاءِ بزرگیت نبوتِ مطلقہ میں  
 اور اسی طرح ولایتِ اولیاءِ جزیئیتِ ولایتِ مطلقہ۔ سی ولایت کے معنی کی طرف اشارہ  
 فرماتا ہے۔ امراضِ علیہ السلام نے کہ اَلَا اَمُّ یَحْیٰی رُزْگَارِ ہوا ہے۔ کوئی سُکِ رُتے  
 کو نہیں پہنچ سکتا۔ کوئی مادرِ سُس کا ہم پر نہیں ہو سکتا۔ سُس کا بدل و عوض نہیں مل سکتا۔  
 نہ اس کا کوئی مثل ہو۔ نہ نطفہ۔ وہ تمام فضلِ خداوندی سے منعم نہیں ہوتا۔ جبہ بالاس کے کہ  
 سُس کو کسی سے کشتِ عسل ہو۔ وہ سی سے طلب لے۔ بلکہ یہ صرف خداوندِ متفضل و دہا  
 کا انحصار ہے۔ کوئی ہے جو معرفتِ مادر کو نہ جانی سکے۔ یہ اس کے نسب کرنے کا اسل و  
 اختیار ہو۔ بہت بعید سے بہت بعید ہے۔ عقیدہ میں تہات و سرِ کراں رہے۔ اور دل کی  
 آنکھیں سُس کے ادراک سے دروازہ۔ **ختم** ایک مرتبہ ہے کہ دو راہِ نسیب اُس کے اوپر  
 نہیں ہے۔ یہ وہ مقام ہے کہ سوائے ایک شخصِ مخصوص کے آقا مقام پر نہ کوئی جاتا  
 نہ کوئی فوق۔ بلکہ ہر ایک اس کی طرف راہ ہے۔ اگرچہ صاحبِ مقام بذاتِ عبادۃ اپنے  
 وجودِ وحییت میں متاثر ہی ہو تاہم نبوتِ مطلقہ تمام سے بڑی محترم و محظوظ ہے۔ اور نہ اس  
 ولایتِ مطلقہ علیہ لقی۔ نبوتِ مقیدہ۔ بلکہ رتقِ الہی نہایت کہ چنپی ہے جس نے آدم  
 علیہ السلام سے شروع ہوئی۔ اور محمد پر ختم۔ اسی واسطے آپ نامِ انبیاء ہیں۔ اور  
 اسی طرف آپ نے اشارہ فرمایا کہ مَثَلُ النَّبِیِّ مَثَلُ دَاوُدَ مَخْمُورَةٍ لَّمْ  
 یَنْبَقِ مِنْہَا اِلَّا مَوْضِعَ لَبَنَةٍ وَ کُنْتَ تَلْتَ اللبَنۃ۔ نبوت کی نشان

ایک بھرے تعمیر شدہ گھر کی مثل ہے جس میں سوائے ایک اینٹ کی جگہ کے کوئی جگہ باقی نہیں۔ اور میں وہی اینٹ ہوں۔ جتنی ظاہر عقل کے خلاف تقریریں کیا کرتا۔ مانند اس کے کہ خدا ایک سے زیادہ ہیں۔ بنی طاعت خدا کی دعوت دیا کرتا ہے۔ اور نافرمانی خدا سے منع کرتا ہے۔ صاحبِ محبوبہ ہوتا ہے۔ معجزہ وہ فعل ہے کہ غارتِ عادت ہو۔ بشر اُسکے مثل لانے سے عاجز ہو۔ اور سختی وہ ہے کرنی اپنی اُمت سے کہے کہ اگر تم میرے قول قبول نہیں کرتے تو اُمّی بھی مثل اس فعل کی۔ بغیر حمدی یا بغیر دعویٰ نبوت کوئی ایسا فعل کر کے دکھایا ہو کہ جس کے دکھانے سے بشر جز ہو تو وہ کرامت ہے۔ اور کرامت مختص باولیا ہے۔ بنی و امام اپنی اول سے آخر تک معصوم ہوتے ہیں۔ اُمّی بعد محمد مصطفیٰ نہ بارہ کے پیارے ہیں اور نہ بارہ کے تیرے۔ بس یہ ہی ہیں۔ اول ان کے علی مرتضیٰ ہیں اور آخر مہدی۔ مہدی وہ ہیں کہ جن کے ظہور کا وعدہ دیا گیا ہے۔ وہ ہقیقۃً اللہ ہیں فی جلدہ و کلامہ۔ زمانہ میں صاحبِ لہر ہیں۔ **يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ وَأُولِي الْأَمْرِ مِنْكُمْ** (پس تم میں ہر قسم کا ایک لکھ ملو اور روح اُن نے پاس نازل ہوئے ہیں۔ **تَتَنَزَّلُ الْمَلَائِكَةُ وَالسُّلُوحُ فِيهَا يَأْذِنُ سَرَّحِيمٌ** میں کُلِّ اَمْرٍ (پتہ ملے) بیشک اولوالامر صاحبِ کلام موجود۔ اُن کی غیابت غیابت شمس اور فرائد غیابت ظاہر عالم غیب و غیبت کاد وجود ہیں مصلحت واجب الوجود۔

## عصرِ واحد میں دو امام کا ہونا ناجائز ہے

کیونکہ خلق فیض و ہستیا وہ میں مانند معلول ہے۔ اور امام اقامتہ تعلیم میں مانند علت۔ ایک معلول کی دو علتیں ہونا خلاف ہے۔ امام متصرف ہے مادۂ عالم عنصری میں۔ اور







نبی جو۔ اور دوسرے پر مبعوث نہ ہو۔ دوسرا وہ کہ خواب میں دیکھتا ہے۔ آواز کو  
 سنتا ہے۔ مگر بیداری میں نہیں دیکھتا۔ اور کسی دوسرے پر مبعوث نہیں ہوا۔ اور اس  
 پر امام ہے۔ تیسرا خواب میں دیکھتا ہے۔ آواز فرشتہ کو سنتا ہے اور بیداری میں بھی  
 فرشتہ کو دیکھتا ہے۔ اور کسی گروہ کی طرف مبعوث ہے۔ اور اس پر امام ہے۔ چوتھو  
 کہ خواب میں دیکھتا ہے۔ آواز کو سنتا ہے۔ بیداری میں دیکھتا ہے۔ اور امام ہے۔ گمراہ  
 مقصد آتھے میں سعد الدین حموی سے منقول ہے کہ جو رول کے بہ دو طرف اس جہان میں  
 وہ منظر ہیں۔ اس طرف کا منظر نبوت ہے کہ اس کا نام خاتم انبیاء ہے اور اس طرف کا منظر وراثت  
 ہے کہ اس کا نام صاحب الزماں ہے۔ صاحب الزماں کے بہت سے نام ہیں  
 جیسا کہ جوہر اول کے بہت سے نام ہیں۔ صاحب الزماں علی کمال و قدرت بنیال رکھتے  
 ہیں۔ علم و قدرت ان کے ہوا کہ کئے گئے ہیں جب ظہور فرمائیں گے تو زمین کو جو ظلم  
 سے پاک کر کے پُر از عدل و انصاف کریں گے۔ مگر آپ کا وقت ظہور معلوم نہیں ہے۔  
 جب تو نے جان لیا کہ ولایت باطن نبوت ہے۔ اور ولایت دہوت دونوں صفات محمد  
 میں۔ تو سمجھ کر صفت محمد ظاہر تھی اور وضع صورت کر رہی تھی۔ اور محمد وضع صورت کو  
 آتشہ کر رہے تھے۔ جس قدر پیغمبر آئے ہیں وضع صورت کر رہے تھے جس کو محمد نے  
 تمام کیا۔ جب وضع صورت تمام ہوئی نبوت تمام ہو گئی۔ اب  
**نوبت ولایت ہے** آتشہ ہے۔ جو حقائق کو آتشہ کرے۔ جب  
 صاحب الزماں ظہور کرے ولایت ظاہر ہو جائے گی۔ اور حقائق آتشہ راہوں گے۔ اور  
 صورت پوشیدہ ہو جائے گی۔ ابھی تک تو لوگ عرف ہر میں مشغول بحث تھے۔ کینہ  
 وقت نبوت تھا۔ اور نبوت وضع صورت کر رہی تھی۔ اور جب وضع صورت تمام ہوئی





مذکور سے کس بات میں ہے۔ اس کا منتہی یہ ہے رب کی طرف ہے۔ تو ڈرانے والی  
 اسکو جو اس سے ڈرتا ہو۔ قیامت روز ثواب ہے اور نہ لعنت روز عمل۔ آج عمل بلا ثواب ہے  
 اور قیامت روز عمل پیغمبر روز قیامت گواہ ہوئے۔ فَكَيْفَ إِذَا جِئْنَا مِنْ كُلِّ أُمَّةٍ  
 بِشَهِيدٍ وَجِئْنَا بِكَ هُوَ كَلَامُ شَرِيكٍ پس کیسا حال ہوگا جب ہمہ امت میں  
 سے گواہ لائیں گے۔ اور تجھ کو ان گواہوں پر گواہ لائیں گے۔ حکم قیامت اویسے۔ وَحَسْبُ نَجْوَى  
 بِالْبَیِّنَاتِ وَالشَّهَادَاتِ وَقَضَىٰ نَزْوَاهُ بِالْحَقِّ وَالْحَقَّ أَقْبَلُ اور لایا جائے گا انبیاء و شہداء کو اور نصیب  
 کی جائیگا ان کے دشمنان ساتھ حق کے۔ **شرعیات** راہ راست ہے جو شرع سے یہ کیات  
 اور قیامت مقصد۔ صاحب شریعت کہتا ہے کہ مَا أَمَرْتُ مَا يُفْعَلُ بِئِیْ لَا بِكُمْ  
 میں نہیں بنانا میرے ساتھ کیا جوتا ہے اور نہ سے ساتھ نہ کیا جاوے گا۔ مخلوقات ساتھ ہیں  
 بہت مقصد کا کوئی اثر سالک کو نہ پہنچے وہ سلوک خیر نہیں کریگا۔ ہونا چاہیے سالک مقصد سے آگاہ  
 نہیں ہوگا اس کی طرف راغب نہ ہوگا۔ اور مقصد سے آگاہ ہی **معرفت** ہے۔ اور اس کی طرف  
 رغبت **محبت**۔ پس حیثیت عرف کو محبت نہ ہوگی سلوک میں نہیں پڑے گا۔ اور معرفت و  
 محبت اثر و موصول ہے۔ اور اس کا مکمل عین و موصول۔ اور اسکو **حشر** کہتے ہیں۔ أَلَمْ يَحْشُرُوا  
 مَعَ مَنْ أَحَبَّ۔ آدمی کا حشر اسی کے ساتھ ہوگا کہ جس سے وہ محبت رکھتا ہے۔ اور آگاہی  
 میں رہتا ہے۔ **بیت ظن وعلم والبصائر**۔ ظن اس جہان کی وجہ سے ہے اور علم اس  
 جہان کی وجہ سے۔ اِسْمُكَ آيَةُ الْاِتْمَامِ فِي مَرْيَدٍ خَيْرٌ مِنْ بَرٍّ وَكَرِهٍ وَشَبِّهِمْ يَوْمَ  
 اِسْمُكَ ثُمَّ خَفِرَ حُكْمُ لِي يَوْمَ الْقِيَمَةِ كَالْزَيْبِ فِيهِ۔ پھر نکالیا گیا تم کو روز قیامت  
 کی طرف کہ جس میں کوئی شک و شبہ نہیں۔ اور علم اس جہان کی وجہ سے ہے اور شاہد رویت اس  
 جہان کی وجہ سے۔ كَلَّا لَوْ تَعْلَمُونَ عِلْمَ الْيَقِينِ لَتَرَوُنَّ الْجَحِيمَ ثُمَّ لَتَرَوْهَا عَلَيْنَ

الْيَقِينِ - کاش کہ جانو تم جانتا یقین کا۔ البتہ دیکھو گے تم دوزخ کو۔ پھر البتہ دیکھو گے تم دکنین یقین کا۔ انرا قول کہ وصول سے سالک کو پہنچنا ہے ایمان ہے۔ اور اتر دم **الِيقَانِ** - ایمان تصدیق ہے وَمَا أَنْتَ بِمُؤْمِنٍ لَّنْ - اور ایقان تحقیق۔ إِنَّ هَذَا لَهُوَ الْحَقُّ الْيَقِينُ - پ ۱۔ ایمان اس چیز کی محبت کی وجہ سے ہے کہ جس سے عالم غیب میں محبوب ہیں۔ يَوْمَنُونَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ - پ ۲۔ اور ایقان اس چیز کی محبت کی وجہ سے ہے کہ جس سے عالم شہادت میں مشاہد ہیں۔ پس ایمان نصیب اہل دنیا ہے۔ يَوْمَنُونَ بِالْغَيْبِ اور ایقان نصیب اہل آخرت و بالآخر کا نہم يَوْمَنُونَ - اس جگہ اَوْتِيْتُمُ الْيَقِينَ (تم کو یقین دی گیا ہے) کہتے ہیں۔ اور دعوت بایمان ہے کہ اٰمِنُوْا بِرَبِّكُمْ - ایمان لاؤ اپنے رب کے ساتھ۔ ایمان کا کمال ایقان کے ساتھ ہے۔ وَاعْبُدْ رَبَّكَ حَتَّىٰ يَنبُذَ الْيَقِينَ پ ۳۔ عبادت کر اپنے رب کی مانند کہ آوے محبوقین۔ ایمان کے مراتب ہیں۔ اَوَّلَ قَلْبِ الْاَعْرَابِ اَمَّا قُلْ لَمْ تُوْمِنُوْا وَلٰكِنْ قَوْلُوْا اَسْلَمْنَا وَلَمَّا يَدْخُلِ الْاِيْمَانُ فِيْ قُلُوْبِكُمْ پ ۴۔ اعراب نے کہا کہ ہم ایمان لائے۔ کہہ کہ تم ایمان نہیں لائے۔ لیکن کہو کہ اسلام لائے ہم۔ اور ابھی ایمان تمہارے دلوں میں داخل نہیں ہوا ہے۔ دَوْمَ قَبْلِهِ مُطْمَئِنِّ بِالْاِيْمَانِ - دل ایمان کے ساتھ مطمئن ہو۔ سِيَمَ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا اٰمِنُوْا پ ۵۔ اے لوگو جو ایمان لائے ہو ایمان لاؤ۔ پس ایمان ہے بعد ایمان کے۔ اِذَا مَا اتَّقَوْا وَاٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ شَرُّ الْاَتْوَا وَاٰمَنُوْا پ ۶۔ جب بربرگاری کی اور ایمان لائے اور عمل صالحہ بجالائے۔ پھر بربرگاری کی اور ایمان لائے۔ **ایمان** بھی شرط ہی ہیں۔ فَاَزَاوَرَبَّكَ لَا يَوْمَنُونَ حَتَّىٰ يَجْمُوكَ فِيْمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ ثُمَّ لَا يَجِدُوْا لِيْۤ اَنْفُسِهِمْ حَرْجًا فِيمَا

الْقِيَامُ وَفِيهِ - بعد از آن رخصا بقضاء - بعد از آن تسلیم - یقین کے بعد رات میں  
 كَلَّا سَوْفَ تَعْمَدُونَ ثُمَّ كَلَّا سَوْفَ تَعْمَدُونَ كَلَّا أَلْوَقَعْتُمْ فِي عَيْنِ الْيَقِينِ  
 لَتَرَوُنَّ الْجَحِيمَ ثُمَّ لَنُرْوِيهَا عَنْ يَّتِيقِنِ ثُمَّ لَنَسْجَعَنَ يَوْمَئِذٍ عَنْ  
 النَّعِيمِ - ۲۷ - نہیں نہیں بدل لگے گے - یہ نہیں نہیں جان لو گے گے - نہیں نہیں

اس کے لئے کہ جانتے یقین کا نفع ہے۔ یہ کہ بیشک میسر ہو گا۔ بہرہ ورمیو گئے اس کہ  
کمیں یقین کا پھر پوچھے جاوے گا۔ ان حقیقت نعمت سے کیونکہ میری ہی ہاں کے لئے جواب  
باقی ہیں۔ ب میں اور میں بنی ہے ابواب اثر۔ میں نہ کہ رتبہ یہ کہ قیامت اڑنے  
زمان دور۔ وہ اظن لمب عترق تمہ وھم بمکن خود۔ ولقد فؤن

بالغیب من مکان بعید۔ میں کمان میں گزرا قبرِ مست تو نہ نیوالی ت اور وہ  
مکان ۹۰ میل میں۔ اور وہ بن دیکھے نے کی ہائے میں۔ مکان دور سے۔ وراں یقین جانتے  
میں کہ قیامت اڑوے مان و بیست۔ اقتربت الساعة و هم بمکان واحد  
من مکان قریب یوم یرونه بعید او نزله قریب۔ نزدیک کی قیمت  
اور وہ مکان میں میں۔ اور پہلے گے مکان نزدیک سے۔ وہ دن کجس کو وہ دور دیکھتے ہیں اور

ہم اس کو قریب سمجھتے ہیں۔ پیغمبرؐ نے ہاتھ بڑھا کر میوہ بہشت چکرائیں۔ اور حبیبیتِ حارثہؓ نے اس حال کا مشاہدہ نہ لیں۔ یہی وجہ کہ حارثہؓ مومن حقیقی تھا حکم نہ لگایا جبکہ اُس سے جناب امیر المؤمنینؓ نے دریافت کیا کہ اے حارثہؓ کیسے صبح کی تُو نے۔ اُس نے جواب دیا کہ صبح کی میں نے درآغیا کہ

میں مومن ہوں۔ آپؐ فرمایا کہ ہر حق کی حقیقت ہے۔ پس میرے ایمان کی کیا حقیقت ہے؟  
اُس نے جواب دیا کہ میں نے دیکھا اہل جنت کو کہ آپس میں ایک دوسرے کی زیارت  
کرتے رہے۔ اور میں نے دیکھا اہل نار کو کہ آپس میں ایک دوسرے سے دُور ہوتے رہے۔  
اور میں نے دیکھا کہ عرشِ ربی ظاہر ہے۔ آپؐ فرمایا کہ اے خدا تو راستی اور درستی کو  
بہج گیا۔ پس اسی پر تو تم رہنا۔ اے عزیزِ محمدؐ و آلِ محمدؐ علیہم الصلوٰۃ والسلام توبۃ اللہ میں  
باب اللہ میں۔ لسان اللہ میں۔ وجہ اللہ میں۔ معین اللہ میں۔ بندگانِ خدا میں۔  
ولاء اللہ میں۔ خزانہ علم اللہ میں۔ گنجینہ حق اللہ میں۔ اہل دین اللہ میں۔ انہی پر کہ  
اللہ نازل ہوئی۔ جن کے زبیر سے معرفت حق نکلے حاصل ہوئی تے۔ اگر یہ نہ ہوتے تو  
خدا کو چنان نہیں سننے پتے۔ جب کہ حدیث قدسی اور کلامِ خداوندی ہے لَوْلَاکَ  
لَوْلَاکَ مَا خَلَقْتُ الْاَفْدَالَ۔ وَ مَا اَرْسَلْتُ الْاِمْرَءَ رَحْمَةً یُعْلَمُ  
زبیر۔ اسی طرف اشارہ ہے **عین الحیوۃ کا**۔ بطنِ اسمِ حق سے بننے عینِ الحیوۃ کے  
پانی سے پی لیا وہ کبھی نہیں مر گیا۔ کیونکہ وہ حیاتِ حق کے ساتھ زندہ ہے۔ اسی عینِ الحیوۃ کے  
پانی کی طرف اشارہ ہے وَ جَعَلْنَا مِنَ الْمَاءِ کُلَّ شَیْءٍ حَیٍّ (پ ۱۷) وَ کَانَ  
عَوِیْشُهُ عَلَی الْمَاءِ (پ ۱۷) عَيْنَا تَشْرَبُ بِهَا عِبَادُ اللَّهِ یَفْجَرُ وَ هَذَا  
تَفْخِیْرُ اَیُّہم نے ہر چیز کو پانی سے زندہ کیا ہے اور عیشِ الہی پانی پر ہے ہنسنے  
ہے کہ پیتے ہیں اُس سے بندگانِ مقربین۔ رواں کرتے ہیں اُس کو رواں کرنا۔ یہی چشمہ  
کافوری ہے اور اسی کا نام **حوض کوثر** ہے۔ اِنَّ الْاَبْرَارَ لَشَرِبُوْنَ مِنْ  
کَآبِ اَیُّہم کانَ مَرَا جَہَا کَا فُوْرًا (پ ۱۷) اَنَا اَعْطٰیْکَ الْکُوْثَرَ (پ ۱۷)  
اللّٰهُمَّ صَلِّ عَلَی مُحَمَّدٍ وَآلِ مُحَمَّدٍ حکم نہیں ہے۔ نوما ہے کہ بارگاہِ اپنے خزانہ



رحمت محمد و آل محمد سے ہمیں رحمت عطا فرما۔ پس وہ بذریعہ ملائکہ اس خزانہ سے ہمیں رحمت عطا فرماتا ہے۔ اِنَّ اللّٰهَ وَمَلَائِكَتَهُ يَصلُّوْنَ عَلَی النَّبِیِّ یَا اَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا صَلُّوا عَلَیْهِ وَسَلِّمُوا تَسْلِیْمًا (پڑھو)

اسی رحمت ہی لطیف سے ہم علمات سے نکل کر نور معرفت و ایمان کو پا رہے ہیں۔ هُوَ الَّذِیْ یُصَلِّیْ عَلَیْکُمْ وَمَلَائِکَتُهُ لَیَغْفِرَنَّ لَکُمْ مِّنَ الذُّلْمٰتِ اِلَی التَّوْبِ وَكَانَ بِالْمُؤْمِنِیْنَ رَحِیْمًا (پڑھو ۳) وہی ہے جو صلوات بھیجتا ہے تم پر اور ملائکہ اس کے تاکہ تمہیں غلات سے نور کی طرف نکالے۔ اور وہ نہیں کے حق میں حیر ہے۔ **کتاب نبی** از حضرت احدیث سے نازل ہوئی ہیں۔ اور

**حدیث قدسی** حضرت واحدیت سے۔ ہر واحد ہے۔ اور ہر واحد احد نہیں اور حدیث نبوی حضرت ربوبیت سے۔ تینوں ایک ہی زبان سے نکلے ہیں۔

لیکن بحسب مکان و مرتبہ۔ **کتاب** اول عقل اول پر نازل ہوئی ہے۔ اور وہ **اقم الکتاب** ہے مجملہ۔ پھر نازل ہوئی ہے نفس کلیہ کی طرف اور وہ **کتاب مبسک** ہے مفقلا۔ بعد ازاں نازل ہوئی ہے عالم ارواح اور نفوس مجرودہ کی طرف۔

پھر عالم اجسام اور مرکبات کی طرف۔ اول کا نام افاضۃ حضرت الہیہ ہے عقل کلی پر۔ اور وہ وحی ہے۔ دوم کا نام افاضۃ عقل کلی ہے نفس کلیہ پر۔ اور وہ الہام ہے مقام نبوت میں۔ سیم کا نام افاضۃ نفس کلیہ ہے ارواح و نفوس مجرودہ پر۔ اور وہ کشف ہے مقام رسالت میں۔ پس اول مخصوص بالرسالت ہے۔ اور دوم مخصوص بالنبوت۔ اور سیم مخصوص بالولایت۔ **فراست و حدس** اور جو کچھ اس قبیل سے ہے وہ کشف و وحی و نفی نہ جلی اور الہام عام نہ خاص کی وجہ سے ہے۔

حاصل ہے کہ انسان جب وحدت صرف کے مقام میں حاضر حضرت احدیت ذاتیت ہو تو اُس وقت جو کچھ اُس سے صادر ہو اُس کا نام **کلام الہی** ہے۔ اور چونکہ وہ اُس وقت بعد فنا مقام بقا میں ہوتا ہے اور اُس کے اور حضرت الہیت کے درمیان کوئی حجاب واسطہ نہیں ہوتا اُسے عرف میں **وحی خفی** کہتے ہیں۔ اور جب مقام نبوت میں ہو اور خدا کی طرف سے دعوت اجزا و رسالت میں ہو بواسطہ کسی فرشتہ کے تو اُس وقت جو کچھ اُس سے صادر ہو اُس کا نام **حدیث قدسی** ہے۔ اور اُسے عرف میں **وحی جلی** کہتے ہیں۔ کیونکہ وہ یہاں مقام خلافت میں ہے۔ اور وسید ہے درمیان خلق و خالق کے بواسطہ فرشتہ۔ فرشتہ اپنے تجربہ ذاتی اور تقدس و صفی کی وجہ سے اُس حضرت میں بہ نسبت نبی اقرب ہے۔ کیونکہ نبی دعوت خلق اور رشاہ خلق سے متعلق ہے۔ بلاشبہ بادشاہ اور نائب بادشاہ کے درمیان چیرا اسی وسبلہ ہے۔ اور جب مقام رسالت میں ہو تو جو کچھ اُس سے صادر ہو اُس کا نام **حدیث نبوی** ہے۔ جو وحی جلی والہام و کشف و فراست و کرامت وغیرہ سے حاصل ہوئی ہے۔ اور جب آدمی مقام بشر و عالمہ طبیعت میں ہو تو جو کچھ اُس سے صادر ہو وہ **کلام بشری و حدیث بشری** ہے۔ ذالک فضل اللہ یؤتیہ امن کیشاء۔ اے عزیز جس طرح سے حقیقت انسانہ کیلئے عالم کبیر میں ظہورات تفصیلی ہیں۔ اسی طرح سے اُس کے لئے انسان میں ظہورات اجمالی ہیں۔ **سَنُؤْنِمُ اَیَاتِنَا فِی الْاَفَاقِ وَفِیْ اَنْفُسِهِمْ حَتّٰی یَتَّبِعُوْنَ لَہُمْ اَنَّهُ الْحَقُّ رَبُّہُمْ** انہیں اپنی نشانیاں دکھاتے ہیں آفاق میں اور ان کے اپنے آپ میں۔ حقیقت انسانہ کا اول مظاہر اُس میں صورت روحیہ مجرورہ

ہے۔ جو صورت مقالبہ کے مطابق ہے۔ چہ صورت قدیمہ جو مطابق ہے اس صورت کے  
 جو افسر فکیہ کے لئے ہے۔ اور مطابق ہے افسر فکیہ وغیرہ کے۔ پھر صورت ذہنیہ لطیفہ  
 ہے جسکو اہل روح ہیہ فکیہ کہتے ہیں جو مطابق ہے ذہنیہ فکیہ کے۔ پھر صورت ذہنیہ جو مطابق  
 ہے صورت جسم کی کے۔ چہ صورت اعضا یہ ہے جو مطابق ہے اجسام کبیرہ کے۔ ان تنزلات  
 کیوجہ سے عالم النبیہ میں تطابق دمیان دو شکل جنی دولہا ملے جس سے ہے۔ یہ سب  
 عالم فی کو عالم صغیر کہتے ہیں۔ عالم فکیہ متصل ہے تہ صغیر پر۔ جس جہت سے کہ تہ  
 اسکی بڑائی و عقل کی اچھوت۔ کتاب عقل ہے جسے **ام الکتاب**۔ اور اس جہت سے  
 کہ قاب میں کالوج ہے محفوظ و کتاب میں ہے۔ اور اس جہت سے کہ عقل اس کا  
 نفسیہ جہت سے کتاب محو و اشیات ہے۔ اور اپنے جہد بدن کی جہت سے  
**کتاب مسطور** ہے۔ و رعایت نبوی نسخہ مل جہ مع الکف ہے۔ اور اس جہت سے  
 ہے وہی نے طالعوں میں اور مشدد میں کی آیات و ہدایت کے تحت میں ہے۔ اس کی کوئی  
 جہت نہیں۔ اس میں ہے۔ اور وہ جامع کل۔ کہ کر فی کیسے پیدا ہوا ہے۔ کل میں  
 نہ وہ ہے۔ اور وہ مذہب و اس کے سبب اور وہ وجود ہے وہ غلطہ ذات قدس ہے اور  
 ملالات ذات قدس سے صہ پر تہ ہیں۔ اور علم نظریہ اسم و صفات و افعال ہے۔ اور  
 اسم و صفات و افعال تہ بزرگات مقدسہ ہیں۔ کتاب میں علیہ السلام فرماتے ہیں سے  
**وَمَا لَكُ فَيْتٌ وَمَا تَشْعُرُ وَدَاثُكَ مِنْكَ وَلَا تَبْصُرُ**  
 یہی دو اچھوتی میں ہے اور تجھے شہور نہیں۔ اور تیرا درد تجھ ہی سے ہے اور تو دیکھتے نہیں۔  
**وَتَرَعْمُ اِنَّكَ جَرَمٌ صَغِيرٌ وَفَيْتُ الطَّوٰی الْعِلْمُ الْاَكْبَرُ**  
 اور تو گمان کرتے ہے کہ تو جرم صغیر ہے اور عالم اکبر تجھ میں عالم اکبر سما ہوا ہے۔

وَأَنْتَ الْكَذَّابُ الْمُبِينُ الَّذِي بِحَرْفِهِ يَنْظُرُ الْمُنْظَرُ

اور تو وہ کتاب روشن ہے کہ ہر کے حروف سے بار و اسرار ظہر و باطن ہے۔

وَأَنْتَ الْوَحِيدُ وَالْفَرْدُ الْوَحِيدُ وَمَا فِیْهِ مَوْجُودٌ لَا يَحْتَصِرُ

و تو وہ وجود و نفوس و جہد و کرب ہے۔ جو کچھ تجھ میں ہے، ہے وہ نہ نہیں کہی جا سکتا۔ غم و شہ و خوف میں بعد کتب و فانی انسان سے بڑھ کر کئی چیز نہیں ہے۔ اور اگر انسان کو آب فانی میں نہ ہو تو ذوق کہ بہ مرتبہ ہی نہ ہوں۔ کیونکہ شرف و نفس آفاق انسان ہی کو جب

سے ہے عزت قدسی میں ہے کہ لا یسعی رضى و سعى ولكن یسعی قلب

عبدی المؤمن مجتہد تو میری زمین نیچو ہے اور نہ میرا آسمان۔ لیکن مجتہد میرے لئے و مؤمن کو قلب مینیت ہے۔ اس میں اشد رت سے ماف کہ وہ انسان کے ساتھ ہے البتہ موجود۔ و رہبان کے ساتھ با سوسہ اسفست۔ ذوق و فہم و ماف کہ من الشاکرین

و لا فتن من عوہلین الخ فلیین الحمد للہ رب العالمین۔ یہ ہے۔

آئینت صوفیہ و ماف میں کہ بہت چیزیں قلب کو نہ مویہ می وجہ بیت کو بہت چیزیں نقصان پہنچے۔ روز قبامت میں یہ فیست و اثر کی باعث ہو۔ اسکی طرف سے اسے جو روح کے۔ و ازسے نہ کہ یعنی طہارت اقصیٰ رکہ۔

## طہارت کی چار قسم ہیں

اول طہارت بدن و لباس نجاست ظاہری سے۔ لہذا کہ نجاست ظاہری سے۔

دوری کی موجب ہے ان عبادات میں کہ جوشہ و طہارت میں۔ دوم طہارت نفس ازوحشی۔ مثلاً تیرہ می سکھنا محرم پر نہ پڑے۔ تیرہ سے باقی سے کسی گناہ کو رنج نہ پہنچے۔ سیمہ طہارت باطن

کہ اوصافِ ذمیرہ و صفاتِ بذلیہ سے تیرا باطن پاک ہو۔ جب تک ایسا نہ ہوگا قربِ حق سے محروم رہے گا۔ چہارم طہارتِ سر کہ غیر حق کو دل میں جگہ نہ دیں۔ کیونکہ دل ہومنِ جرمِ خدا ہے۔ اور جرمِ خدا میں غیر خدا داخل ہونا حرام ہے۔ آئے داؤد خوشخبری اور بشارت دے گئے نگاروں کو کہ میں غفور رحیم ہوں۔ اور صد تقویٰ کو ڈرا کہ میں غیور ہوں۔

## علمِ معرفت اور مغالطات میں آرمیوں کی چار قسمیں ہیں

قسم اول تو عید میں کہ لوگوں نے تو عید سے انکار کیا۔ مثل دہریہ و مصلحہ و مشتبہ و ملاحدہ کے۔ قسم دوم ادیان میں کہ لوگوں نے انبیاء کو نہ پہچانا۔ مثل یہود و نصاریٰ و ترسا کے۔ قسم سوم مذاہب میں کہ لوگوں نے ائمہ ہدیٰ کو نہ پہچانا۔ مثل بہرہ فرقہ اُمت محمدی کے قسم چہارم لفظ میں کہ لوگوں نے ایک دوسرے کی اصطلاحات کو نہ پہچانا۔ مثل اسکی کہ لفظ "میج" کے عرفاً کچھ معنی ہیں۔ اور خبریوں کی اصطلاح میں کچھ اور۔ مصنفوں کی اصطلاح میں کچھ اور۔ محدثین کی اصطلاح میں کچھ اور۔ حالانکہ حقیقت سب کی ایک ہے۔ بنیوں نے احکامِ ثنائیہ قرار دئے ہیں۔ قرآن۔ واجب۔ حلال۔ حرام۔ سنت۔ مستحب۔ مکروہ۔ مباح۔ اور شریعہ کے یہاں اقسامِ اربعہ۔ مکروہ ترک جس کا مرغوب یا تو عید ہے۔ حرام جس پر ذم و عذاب مستحب جس کے کرنے پر مدح و ثواب ہو۔ اور نہ کرنے پر ذم و عذاب ہو۔ واجب جس کے کرنے پر مدح و ثواب اور نہ کرنے پر ذم و عذاب ہو۔ اصل ہر چیزِ ایاحت سے بیشک کہ شارع کی طرف سے اس پر کوئی حکم نہ لگایا جائے۔ وَاللّٰهُ سَخٰی کُلِّ ذٰلِکَ مِنْ مَّا قَدْ نُمِیْ مَنْ تَمِیْشُوْا عَلَیْ رِجْلِیْنَ وَ مِنْهُمْ مَنْ تَمِیْشُوْا عَلٰی اَنْفِیْغ۔ پ ۱۷۷۔ خلائے ہر جانور کو پنی سے پیدا کیا ہے۔ پس کوئی ان میں سے پیٹ

کے بل چلتا ہے۔ کوئی دو پاؤں پر چلتا ہے۔ کسی کی چار ٹانگیں ہیں۔ ہر مچھلی جس کے فلوں میں چھپکے ہوں حلال ہے باقی حرام۔ ہر چوہا یا بچہ جو گالی کرے حلال ہے باقی حرام۔ ہر پرندہ جس کا جو حملہ یعنی پوٹہ ہو حلال ہے باقی حرام۔ ہر ماکول اللحم کا انڈہ ہو یا ۷۷۷۷۷ حلال اور غیر ماکول اللحم کا حرام۔ انڈہ جس کے دونوں سرے برابر ہوں ایک سرے کے حرام۔ اور ایک سرے اٹوٹا ہو اور دوسرا باریک ہو تو حلال۔ ۷۷۷۷۷ دھوئے وقت اگر اس کا رنگ دھوا کا ہے حلال۔ ورنہ حرام۔

ہر چیز طہر ہے جب تک کہ اس کی نجاست کا علم نہ ہو۔ جسکے یہاں علت و حرمت کی شناخت کا کوئی قاعدہ و معیار نہیں وہ باطل معض رہے۔ پارہ رکوع اِنَّمَا حَرَّمَ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةَ ثُمَّ پارہ ۲ رکوع ۵ حُرِّمَتْ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةُ ثُمَّ پارہ ۸ رکوع ۵ قُلْ لَا أَجِدُ فِيمَا أُوحِيَ إِلَيَّ مُحَرَّمًا عَلَى طَاعَةٍ لَا تَعْتَدُ إِلَّا أَنْ يَكُونَ مَيْتَةً ثُمَّ پارہ ۴ رکوع ۲ اِنَّمَا حَرَّمَ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةَ ثُمَّ خلاصہ ان آیات کا یہ ہے کہ کسی کھانے والے پر چار چیزیں حرام ہیں۔ میتہ۔ گوشت خنزیر۔ دم سفورح۔ جو غیہ خدا کے لئے ذبح کیا جائے جیسے

جھکا۔ میتہ کا کھانا خدا بدن و آف بدن۔ اور عاقبت و سفابت پیدا کرتا ہے خون قساوت قلب۔ قلت رحمت۔ برے بر۔ بد خلقی لاتا ہے۔ لحم خنزیر کی تاثیر بے غیری و دیوتی ہے جھٹکا شرک کا چٹکا۔ فرق میان حلال و حرام نہیں رہتا۔ جن وجوہات پر یہ چار چیزیں حرام ہیں۔ ان میں سے کوئی ایک جس چیز میں پانی جائیگی وہ حرام ہے۔ مچھلی پانی سے نڈھ نکلے اور سمیان کے ہتھ میں رہے تو حلال ورنہ حرام۔ اور یہی اس کی قلع ہے۔ خون جہنم دلتے حربے ساتھ مخلوق کی طرف سے خرچ کئے جائینگے۔ جیسے بکری۔ خرگوش و خوک یا بکرا۔ جیرا اور یعنی ٹڈی کا حکم حکم باہی ہے۔ ان دونوں کی اصل بھی ایک ہے۔ اگر مچھلی کا انڈہ خشکی میں آ جاوے اور اس سے بچہ پیدا ہو تو ٹڈی ہے۔ اور ٹڈی کا انڈہ پانی میں چلا جاوے اور اس سے بچہ پیدا ہو



انصار کے لئے۔ قصاص حفاظت خون کے لئے۔ حدود کا قائم کرنا تعلیم مجرم کے لئے۔  
 ترک شرب خمر عقل کے بچانے کے لئے۔ چوری سے اجتناب پاکدامنی کیلئے۔ ترک  
 زنا حفاظت نسب کے لئے۔ ترک لواطہ زینتی نسل کے لئے۔ اولائے شہادت  
 منکرین کو مغلوب کرنے کے لئے۔ ترک کذب راستی کی شہادت کیلئے۔ صلح خوف سے  
 امن میں رہنے کے لئے۔ امامت انتظام امت کے لئے اطاعت عظیم امامت  
 کیلئے۔ امامت عہد خدا کے لایزال عہدِ علی الظاہین پر ہے۔ ۱۵۔  
 الظلم وضع الشیء فی غیر موضع۔ یہ کارکن نہ رکھنے کی جگہ ہے۔ آیہ ومن  
 یتخذ کاحداود الذین قد وثقت ہم لظالمون پ ۱۳۔ جس نے حد و حد  
 سے تجاوز کیا وہ ظالم ہے۔ ائمہ کی تین قسم ہیں۔ ظلم لنفسہ اس ظلم کی باز پرس نہیں۔  
 ظلم لغيرہ یہ ظلم تو برائی ہے بشرط استغفار۔ ان المسترک ظلم عظیم ہے  
 یہ ظلم نہ گریخت نہیں جاتا۔ امام وہی ہو سکتا ہے جو ہر قسم کے ظلم سے پاک ہے۔

## کفر کی چار قسمیں ہیں

کفر اکبر اسلاف و سنت خدا نہ رکھنا۔ جیسے زندقہ۔ ملاحدہ و دہریہ۔  
 کفر محدود۔ ان سے خدا کا معتقد ہو مگر زبان سے عہد نہ ہو۔ جیسے بیس  
 فمحاء ہم ما تشرعوا لکم ہوا یہ فلغنتہ اللہ علی الکفرین پ ۱۱۔  
 کفر محدود۔ اپنی جگہ دل سے معتقد اور زبان سے عہد نہ کرے مگر جوہر عنہ تسلیم نہ کرے  
 جیسے خوارج یعبون بعصۃ اللہ ثم یبغون زنا واکثرہم  
 الکافرین (پلٹا) کفر نفاق ہے



ہر زبان ۱۱۱۱ اللہ دل میں سب کفر و شرک پنہانی  
حق میں آلِ نبی کے منبر پر بیٹھے جب کہتے ہیں مروانی  
جو چیز کہ ثابت ہو چکا ہے کہ دین سے نہیں ہے اس کا اعتقاد رکھنے والا کہہ دین سے ہے

اور موجب قرب الہی ہے بدعتی ہے۔ جیسے کہ نماز تراویح۔  
واجب ہے کہ کلام شائع کو معمول بر اصول منقولہ وقواعد مضبوط غیر متبدل

کرے۔ نہ یہ کہ جو کچھ اپنے دھم تو ہم میں آیا وہی دھم دیا۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کہتے ہیں کہ شریعت میرے اقوال ہیں۔ طریقت میرے افعال ہیں۔ حقیقت میرا احوال ہے۔

معرفت میرا اس المال ہے عقل میرے دین کی اصل ہے۔ حب میری اسیر ہے۔ شوق میرا رب ہے۔ خوف میرا رفیق ہے۔ علم میرا سلاح ہے۔ حلم میرا صاحب ہے۔ توکل میرا زاد ہے۔ قناعت میرا خزانہ ہے۔ صدق میری منزل ہے۔ یقین میرا ماویٰ ہے۔ فقر میرا فخر ہے اور اسی کی وجہ سے میں تمام انبیاء

مسلین پر فخر کرتا ہوں۔ اے عزیز شریعت۔ طریقت حقیقت ایک ہی حقیقت پر اسماء صلوات ہیں اور وہ حقیقت شریعت محمدی ہے جو باعتبار مقامات ان مختلف ناموں کے

پکاری جاتی ہے۔ بادام پر ایک چھلکا ہوتا ہے۔ اس چھلکے کے اندر ایک اور سخت چھلکا ہوتا ہے اسکے اندر مغز۔ اور مغز میں اثر مؤثر۔ جس کا نشان محسوس نہیں ہے بکہ وہ محسوس ہے جس سے

انکار نہیں ہو سکتا۔ اوپر کا چھلکا قشر ہے۔ قشر کے نیچے لب۔ لب کے اندر لب اللب۔ قشر ظاہر لب باطن۔ لب اللب باطن الباطن۔ اور بادام جامح الکمل۔ ظاہر شریعت ہے باطن طریقت

ہے۔ باطن الباطن حقیقت ہے۔ صلوات خدمت معبود ہے۔ قربت معبود ہے و صلت معبود ہے۔ خدمت مرتبہ شریعت ہے۔ قربت مرتبہ طریقت۔ و صلت مرتبہ حقیقت۔ اور

اسم صلوٰۃ جامع الكل ہے شریعت یہ ہے کہ تو معبود کی عبادت کرے۔ طریقت یہ ہے کہ اس کے حضور میں حاضر ہو حقیقت یہ ہے کہ تو اُسے مشاہدہ کرے۔ شریعت یہ ہے کہ تو اُس کے امر کو قائم کرے۔ اور طریقت یہ ہے کہ تو اُس کے امر کے ساتھ قائم ہو حقیقت یہ ہے کہ تو اُس کے ساتھ قائم ہو۔ اقوال وہ ہیں کہ جن کا قائم کرنا واجب ہے۔ افعال وہ ہیں کہ جن کے ساتھ قائم ہونا واجب ہے۔ اور اقوال و افعال وہ ہیں کہ تو اُن کے ساتھ متصف ہو شریعت علم الیقین ہے۔ طریقت مین الیقین۔ حقیقت حق الیقین ہے۔ شریعت اسلام ہے۔ طریقت ایمان ہے حقیقت ایمان ہے۔ پس شریعت قول انبیاء و رسل و اوصیاء کی تصدیق ہے۔ اور اُس کے بموجب عمل طاعت و انقیاد ہے۔ اور طریقت اُن کے افعال کے ساتھ متفق و متصف ہونا۔ اور عملاً اُس پر قائم ہونا اور حقیقت اُن کے احوال و مقامات کا مشاہدہ کرنا کشف و ذوق۔ اور حال و وجد میں کس پر قائم ہونا جب مراتب شریعت و طریقت و حقیقت طے ہوں تو آگے معرفت ہے۔ باوجود کافرو لب و لب اللہ تو سب محسوس مگر جس کا یہ اثر ہے جس کے لئے ہم نے قشرا و را۔ لب مہیا۔ لب اللہ نکالا۔ وہ محسوس نہ ہوا۔ اور علامتہ تا تیر اُس کی ثابت و معلوم معلوم ہوا کہ وہ محسوس نہیں معقول ہے۔ اور اس کا انکار غیر معقول۔

اے عزیز نہایت مجموع نہیں ہو سکتے مگر بدایات۔ یہ کیا بوالبعی ہے کہ حروف ابجدائف۔ ب۔ ت۔ ث۔ سے تو متشکک نہ ہو اور آقا و دعویٰ یہ کہ مجھے کتاب کامل پر عبور ہو چکا ہے۔ پس لَمِنَ الْمَلٰٓئِکَ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ۔ شریعت حضرت رسالت سے ہے۔ طریقت حضرت نبوت سے۔ اور حقیقت حضرت ولایت سے۔ اور ولایت عہد خدا ہے الَّذِیْنَ یَنْقُضُوْنَ عَهْدَ اللّٰهِ مِنْ

تَبْعِدِ مِثْلَافِهِ وَيَقْطَعُونَ مَا مَرَّ اللَّهُ بِهِ أَنْ يَوْصَلَ وَ  
يُفْسِدُونَ فِي الْأَرْضِ أُولَئِكَ هُمُ الْخَاسِرُونَ (پہلے  
جو لوگ کہ عہد خدا کو بعد اس کی مضبوطی کے توڑتے ہیں : جیسا کہ صرت بن نعمان  
غمری نے خرم غزیر والے واقعہ کے متعلق کیا ، وہیں چیز کے بدلے کاسک خدا نے فریب ہے  
اس میں بدلہ دینے میں : جیسا کہ محمد و آل محمد کے درمیان دانی ، و زمین میں فساد  
بجھلاتے ہیں ، جہد کہ دشمنان محمد و آل محمد نے پھیلایا ، وہی نوبت میں زیاندار ۔ اُولَئِكَ  
هُمُ الْخَاسِرُونَ وَلَهُمْ سُنُوءُ الدَّارِ وہی لوگ ہیں جن کے لئے لعنت ہے ۔  
اور جن کے واسطے سختی اور بُرائی ہے آخرت کے عہد میں ۔ جو لوگ عہد خدا کو توڑنے سے  
ہیں وہی آیات خدا کی کذیب لہنے والے ہیں ۔ **آیت** کے معنی ہیں نیت فی کے ۔  
اور سب سے بڑی آیت ۔ رسول و وحی و نبی و فی قرآن مجید کی عادت ہے کہ اس کی  
جس آیت میں لفظ آیت اور لفظ کذب کے مادہ سے کوئی لفظ اکٹھے آئے ہیں یا  
آیت کے معنی رسول و وحی و نبی و وحی کے ہیں ۔ فَمَنْ أَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرَى  
عَلَى اللَّهِ كَذِبًا أَوْ كَذَّبَ بِآيَاتِهِ إِنَّهُ لَا يُفْلِحُ الْمُجْرِمُونَ (پہلے  
پس کون ہے زیادہ تر حال اس شخص سے جو خدا پر ہجوٹ باندھ لے یا نبی و وحی کی کذیب  
کرے ۔ بیشک مجرم ٹھیکہ نہیں پائیں گے ۔ ظلم وہ فعل قبیح ہے کہ آلا لَعْنَةُ اللَّهِ  
عَلَى الْفَاسِقِينَ **افعل قبیح** وہ ہے کہ جس کا فی عمل مستحق ذمہ و عقاب ہو ۔ اور  
**فعل حسن** وہ ہے کہ جس کا ذمہ مستحق ذمہ و عقاب ہو ۔ ہر وہ چیز جو موجب قربت الہی  
ہے **حسنہ** ہے ۔ اور ہر وہ چیز جو موجب بعد از باری ہے **سیئہ** ہے پس  
در اصل حسنہ قرب باری اور سیئہ بعد از باری ہے ۔ رَبَّنَا إِنَّا فِي الدُّنْيَا

حَسَنَةً وَفِي الْآخِرَةِ حَسَنَةٌ وَقَدْ آتَاكَ ابْنُ الذَّامِرِ (پ ۱۷) اے میرے

پروردگار مجھ کو دنیا میں بھی حسنة اور آخرت میں بھی حسنة اور یہی عہد کو بہتر کی  
آگ سے۔ حدیث قدسی میں ہے کہ اے میرے بندے میں نے اشیاء کو تیرے لئے پیدا  
کیا ہے۔ اور تجھے لینے۔ اور میں نے دنیا تجھے بلا سامان دمی سے اور آخرت  
بالایمان۔ بلاں پر ہے وہ شخص جو نہایت دنیا کو نوا بامناک آ ہے۔ اور پھر شہرت دنیا  
کو حسنة جانتا ہے۔ دنیا اسی تدلیں جو پروردگار عالم بلا سامان دے۔ اور پس کو  
ماریہ الآخرۃ جانیں۔ ورنہ دنیا فطرۃ الآخرۃ ہے۔ مومن کا قید خانہ اور کافر کی جنت  
ہے۔ امیر المؤمنین نے استعین طلاق دینے ہوئے ہیں۔ دنیا معجون ہے۔ اسکی نسبت  
کل نطیقات کی بڑھ ہے۔ دنیا مرد ہے اور پس کا ماننے والا کہ۔ اللہ تبارک و تعالیٰ  
عَلَىٰ أَهْلِ الْآخِرَةِ وَالْآخِرَةُ حَرَامٌ عَلَىٰ أَهْلِ الدُّنْيَا وَ  
هُمَا حَرَامَانِ عَلَىٰ أَهْلِ الدِّينِ اَلْآخِرَةُ لِلَّذِينَ آمَنُوا وَتِلْكَ الْأُمُورُ  
الَّتِي نَقُولُ رَبَّنَا آتِنَا فِي الدُّنْيَا وَمَا لَنَا فِي الْآخِرَةِ مِنْ خَلَائِفٍ  
(پ ۱۷) پس تمام الناس میں سے جو کہتے ہیں پروردگار! ہم کو دنیا میں دے۔ اور  
آخرت میں ان کے لئے کوئی بھروسہ نہیں۔

جناب امیر المؤمنین فرماتے ہیں کہ ایک قوم نے عبادت کی خدا کی از رو  
غیبت۔ سو یہ عبادت تجارت ہے۔ اور ایک قوم نے عبادت کی خدا کی از روئے خوف۔  
سو یہ عبادت غلاموں کی ہے۔ اور ایک قوم نے عبادت کی خدا کی از روئے شکر  
سو یہ عبادت احرار کی ہے۔ اور فرمایا کہ بار الہائیں نے تیری عبادت نہیں کی اس لئے

کہ تیرے جہنم سے ڈرتا ہوں۔ اور نہ اس لئے کہ تیری جنت کی مع رکھتا ہوں۔ بلکہ اس لئے  
 تیری عبادت کی کہ تو سزاوار اسی کے ہے کہ تیری عبادت کی جائے۔ اور رسول اللہ  
 فرماتے ہیں کہ مَا عَرَفْنَاكَ حَقَّ مَعْرِفَتِكَ وَمَا عَبَدْنَاكَ حَقَّ  
 عِبَادَتِكَ کیونکہ کہیں لِّلْعَارِفِ دَعْوَى وَلِلْمُحِبِّ مِشْكُوبَى۔  
 عارف کے لئے دعویٰ نہیں ہے اور محب کے لئے شکویٰ نہیں ہے۔ پھر عارف معرفت  
 و عبادت کا معاوضہ کیوں مانگے اور معاوضہ بھی کیا شہرت دُنیا۔ لَا حَوْلَ  
 وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ۔ دُنیا دنی ہے۔ اس کے نام ہی سے ظاہر ہے۔ کن  
 فِي الدُّنْيَا كَالسَّمَكِ فِي الْمَاءِ۔ دُنیا میں ایسے رہو جیسے مچھلی پانی میں۔  
 دنیا کتابِ الشَّيْب۔ جو حق مطالعہ و عبرت کے لئے دی گئی ہے۔ نہ کہ تیرے لئے  
 خلد بانی گئی ہے۔ قرآن مجید کو عادت ہے کہ اس میں جہاں کہیں لفظ "کتاب" کی  
 افتادہ و انتساب اسم ظاہر اللہ کی طرف آئی ہے یعنی کتاب اللہ اس  
 مراد دُنیا ہے۔ قَوْلَ تَعَالَى لَقَدْ لَبِثْتُمْ فِي كِتَابِ اللّٰهِ اِلٰی يَوْمِ الْبَعْثِ  
 (پ ۱۷) تم دُنیا میں قیامت تک رہے ہو۔ کتابِ عَزِيزٌ خَوْذِ الْقُرْآنِ مجید۔  
 کتابِ حَفِیْظٌ لِّوَنٍ مَّحْفُوظٍ۔ کتابِ مَرْقُومٌ حَبِیْنٌ وَ مَلِیْنٌ۔ کتابِ کُنُوْنٍ  
 قَلْبِ رَسَائِلِ بِنِی اللّٰهِ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمُ کتابِ مُسْتَبِیْنٍ تَامِیْدِ الْہٰی۔ کتابِ  
 مُنِیْرٍ وَ کِتَابِ فِیْمِہٖمُ بَرٰہِیْنٌ عَقْلٍ وَ حُجَّتِ الْحُکْمِ۔ اگر تنزیل و نزول کتاب مذکور باب  
 تفصیل ہے مثلاً وَ قَرَأْنَا عَلَیْكَ الْکِتَابَ (پ ۱۷) تو اس کا مراد قرآن مجید ہے۔  
 نہ غیر قرآن۔ اور اگر اسوائے باب تفعل کسی اور باب سے تنزیل و نزول کتاب کا  
 مذکور ہے تو کتاب سے مراد سوائے قرآن کوئی اور کتاب ہے۔ جہاں پر ایسے کتاب

کا مذکور بصیغہ معروف ہے مثلاً وَلَقَدْ آتَيْنَا مُوسَى الْكِتَابَ (پ ۳) وہاں  
 انبیاء و ائمہ و معصومین مراد ہیں۔ اور جہاں کہیں بصیغہ مجهول ہے مثلاً الَّذِينَ  
 اُولُوا الْكِتَابَ (پ ۳) وہاں غیر معصوم مراد ہیں۔ اور سب جگہ فقہ قضیب  
 بھی کتاب کے ساتھ آیا ہے وہاں منافقین و ظاہر اسلام مراد ہیں۔ ورنہ کتاب میں  
 جہاں کہیں اَوْرَثْنَا الْكِتَابَ فرمایا ہے وہاں لوگ مراد ہیں جن کو حق تعالیٰ نے  
 تفصلاً وارث کتاب بنایا ہے اور وہ وارث جائز ہیں۔ باقی سب جگہ وارثانِ ناجائز  
 فَخَلَفَ مِنْ بَعْدِهِمْ خَلْفٌ وَرَدُوا الْكِتَابَ (پ ۳) وارث جائز  
 ائمہ مدعی ہیں۔ اور وارثانِ ناجائز ائمہ الکفر۔

اسے عزیز کتاب وہ شے ہے جو ذریعہ ہوتی ہے کسی شخص کے اہلار خیالات اور  
 اعلان منشأ اور اشتہار کمالات کا۔ صاحب کتاب ”ہمارے مرقضی کی شان“  
 نے جو کچھ معنی کتاب لکھے ہیں بالکل صحیح و درست ہیں۔ مگر جو جان بوجھ کر نہ سمجھے اُس کا  
 علاج کیا۔ مثل مشہور ہے اندھے کو راہ بتانے کے بعد آنکھیں دینی ہوتی ہیں۔ نسخ  
 جائز ہے۔ اور وہ اوقات مختلفہ میں خدا کی طرف سے احکام شرعیہ میں تفسیر ہے۔  
 جیسے کہ دوسرے پارہ کے شروع ہی میں تحویل قبلہ کے مسئلہ سے ظاہر ہے۔ لفظ  
**السَّاعَةِ** معروف باللام قرآن مجید میں جہاں کہیں آیا ہے اُس سے مراد  
 روزِ قیامت ہے خواہ وہ قیامتِ کبریٰ ہو کہ جس میں جمیع خلایق کا حشر ہے یَوْمَ  
 نَحْشُرُهُمْ جَمِيعًا (پ ۳) اور خواہ قیامتِ صغریٰ ہو کہ جس میں بعض  
 مخلوق کا حشر ہو یَوْمَ نَحْشُرُهُمْ مِنْ كُلِّ اُمَّةٍ فَوْجًا (پ ۳) پارہ ۲۵  
 رکوع ۱۲ میں ہے کہ وَ اِنَّهُ لَعَلَّمَ السَّاعَةَ عِيسٰی بْنِ مَرْیَمَ سَلَامًا ثَنٰی

ہیں قیامت کی۔ یہ قیامت مغربی ہے کہ حضرت عیسیٰ آسمان سے نازل ہونگے۔ اور جناب امام ہدی کے پیچھے نماز پڑھائیں گے۔ اور ظاہر ہے کہ حضرت عیسیٰ پر نماز کا بحال اُسی وقت تک ہے کہ جب تک وہ زندہ رہیں بعد موت چنانچہ آیہ وَ اَوْصَانِي بِالْصَّلَاةِ وَالزَّكَاةِ مَا دُمْتُ حَيًّا (پلا ۷۷) اور جو کوئی قیامت کا وقت مقرر کرنا ہے جانتا ہے۔ قیامت کا وقت سوائے خدا کے کوئی نہیں جانتا۔

وَ اٰخِرُ دَعْوَانَا اِنَّ الْحَمْدَ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ  
صَلَّى اللّٰهُ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَاٰلِهِ الطَّاهِرِينَ وَ  
جَمِيعِ الْاَنْبِيَاءِ وَ الْمَلَائِكَةِ وَ الْمُؤْمِنِينَ صَلاَةً مُّبَارَكَةً  
مَعْتَدَةً اِنَّ كِتَابَ اَعَاذِ الْاِسْلَامِ کا اور اگر تائید اپنے شاہِ عالم ہی تو اُنٹ رائٹ  
معتدہ دوم بھی غریب ہدیہ ناظرین ہو گا۔

بندۂ بارگاہِ لم بڑی حافظ سید ذوالفقار علی شاہ

۱۹۳۹ء  
سکنہ عدال پور تھان۔ منافع تجارت نجاب مورخہ عظیم فروری ۱۹۳۹ء

### تمام شد

میں نے حق تعالیٰ کا کتاب مذکور کا جناب سید ہاشم علی شاہ صاحب

بیراف مدظلہ کو بھیج دیا۔ یہ ایک اور کا اس کتاب کے نفع یا تجارت

اس کوئی عتد یا تعلق نہیں ذوالفقار علی شاہ بقلم خود ۱۹۳۹ء

جمیل احمد مصطور سلم چوک فی منڈی لاہور





